

مَا كَلِمَاتُكَ الشَّعْرَاءُ وَمَا كَلِمَاتُكَ

ط

تتلیج فکر

محمد عنایت اللہ خان مشرقی

مشرقی

۱۳۴۲ھ

و طبع آفتاب اسلام مولوی عبد اللہ منہاس دہلی بہار تمام شیخ محمد عابد اسلمی

مطبعة دار الفکر
در بابہ اولیٰ منہاس دہلی بہار تمام شیخ محمد عابد اسلمی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

کسی عزم کی بہترین شاعری کی تاریخ، اصل کی پس اور اسطاط کی تاریخ، جو قوم کے
 ذہنی مسو مان اور جذبات عالم شعرو سیال اس اُن وقت منتقل ہو جاتے ہیں، وہ قوم
 عمل کی رویتیاں تلو بہت سے جو ہو جائیں، جس کے راج و دوسہ، ملکہ ابلاؤ
 جاسکتے ہیں، جب اس نہماں خوش اور بی اوزر رہے، اسے کالائیکل اور تہہ نہ نہ
 نگاہوں سے اچھل ہو جاتا ہے، جہاں کہ نص پر ٹکر اور دل سخت ہو کر اگر کہ عام سیال
 اور صحت چاروں طرف یہ میلادیتے ہیں۔ بھڑکی گیل کو کسی زمانے میں ہاتھوں اور
 پیروں کے ہر کار کا تھا، شعری منتقل ہو کر دل کے اراک اور اپنی ساتھیج، ایک
 حبیب و سارے، ایک نے بیجیاں یا اک سے انزیر سے یہ اگر دیتا ہے لوگ
 اسی کو کر دیا سے زندگی اور جذبہ قوی سے تعمیر کر لیتے ہیں، اور یہی اس کے سرستہ ہیں۔

فہرست مضامین و صفحات

صفحہ	موضوع
۱ تا ۸	ویا تہ
۸۱ تا ۸۲	رباعیات شاعر (۱۹۰۲ء تا ۱۹۰۹ء) (۱۲)
۱۳ تا ۱۴	حقائق (رباعیات شاعر - ۱۹۰۳ء) - (۱۵)
۱۴۶ تا ۱۴۷	سریات (۱۹۰۲ء تا ۱۹۰۹ء) (۱۶)
۱۴۲ تا ۱۴۳	تقریب اسلام
۱۴۹	تقریب

قانون خدا کا علم رفتہ رفتہ افراد سے گھٹتے گھٹتے کا عدم ہو گیا تھا، یا اُس وقت کہ قوم
 بحیثیت مجموعی محل کی تاریکیوں میں تاریک رہے، مدیر سے گھری ہوئی تھی اور سیاسی فی الجملہ
 اُسکی طبیعت نانیہ نہ گئی تھی۔ ایسے وقت کا شاعر شعر کے عہد سے ہمت سے بہت
 رہا ہے۔ اُسکا کلام اس قدر بلیغ، الفاظ اس قدر حسرت، بناؤں اس قدر عجیب و
 غریب اور اقوال اس قدر جاذب، دلہربا اور متوجہ رہے ہیں کہ قوم اکثر اوقات
 رسول اور قرون تک اُس کا کلام چٹارے لے لے کر پڑھتی رہی ہے مگر علم و جہل
 اعتبار سے ایسے شاعر کے کلام کی قدر و منزلت کہیں کچھ نہیں ہوئی۔ صاحب علم قوم
 نے اُسکے کلام اکثر کچھ افسوس نہیں کیا۔ کسی امت باجماعت نے اُسکے مقولات کو تمدن
 اور عمران کا اصل اصول نہیں پایا۔ کوئی عل، کوئی رہ نمائی، کوئی مستقل اور دیر پا تحریک
 کسی بڑے سے بڑے شاعر نے روئے زمیں کی کسی قوم میں اس نظر پر پیدا نہیں کی کہ
 وہ اپنے عہد میں یا بعد کو ایک عام انجیحت کا بانی قرار دیا جاسکے۔ جہاں کہیں کوئی اُٹھار
 پیدا ہوا ہے علم کی وجہ سے ہوا ہے حسرت و ہمت کے باعث سے ہوا ہے۔ یا اُس قوم
 میں سمع و بصیرت کے محسوسات ترقی کر گئے ہیں یا دہن سلیم رفتہ رفتہ قبولیت پر آمادہ
 ہو گیا ہے یا قافوں حد اکہوں کے سلسلے خود بخود آگیا ہے یا اس رن آسمان
 کی ادارت کی خرابی گئی ہے یا کبھی صاحب علم کو ذرہ سمائی کر دی ہے باطل پر مستقیم حید
 لفظوں کے اندر تہا آگیا ہے۔ پھر قوم کو جب وہ راہ رو و روش کی طرح عہاں ہو گئی، اُسکا
 مستہذا اور مفاد سامنے نظر آگیا تو ایسے کب تک کھلتے چلے گئے اور وہ امت امتہ البھرتیں

سعی و عمل کے فقدان کے باعث تمام زور اُس نخیل کو رکھ دیا جس پر سب سے زیادہ زور ہے، اُس کے بے عمل قدر شناس، اور مانی وادہ کرے والے سب طرف سے دیا ہو چکا اور ہر طرف سے علم ادب کا ایک مصلح اور خوب سموریت، ایک روائی اور بچاں حینہ ایک سے تیار ہوا، راکار راکار میں تیار ہوا جانے !

عالم اور عالم قومیں شعر سے فی الحکملہ نا آشنا ہوئی ہیں، اُن کے اُن جوں جوں علم کی روشنی بڑھتی جاتی ہے، اُنھیں راپوں کا نل پیدا ہوتا ہے۔ قانون ہوتا ہے واقفیت اُن کے اعتقاد میں اضطراب و تحریک کی ایک لہر دوڑا دیتی ہے۔ وہ اس ایک رو سے رہتے ہیں کہ ان میں سما کے اس حینہ کن کا رخاے کے اندر کچھ لڑکا اُنیں کوئی نتیجہ حیرات پیدا ہو، کچھ رہیں گے کسی ستھے۔ چھاپا رہیں کسی دوسری دم کو محسوس نہ کریں، کہیں دلب پیدا ہو، کچھ علم میں، حکم میں، مہر میں، تجارت میں قی ہو۔ سر بٹھک عالم میں ہوں عظیم الشان ایجادات کی جائیں۔ یہی ایک ہیجان کے دلوں کو ہر وقت گریا تا رہتا ہے۔ گمروں کے کچھ کچھ دینے کا جیاں اُن کو اکثر ہنس گزرتا، وہ سمجھتے ہیں کہ اس دنیا کے اندر جو کچھ ہے، وہی ہے، قول شروع کچھ نہیں۔ جو شخص عمل پر قادر ہے اُس کے لئے کہنا عجب ہے، اور قول بے عمل تو ہر حال ایک باور ہوا شے ہے جس کی اس کا رگاہ سعی و عمل میں کچھ وقعت نہیں۔

یہی باعث ہے کہ مقتدر شناس ہر جا کہیں پیدا ہوا ہے اُس قوم کے اُنشاؤں یا انتہائی جمالت کے سامنے میں پیدا ہوا ہے یا اس وقت پیدا ہوا ہے جس کہ

رونق ٹرانے کے لئے اپنے ارغنون کی تاریں کس لیتا ہے۔ مگر جس رنگ میں ظاہر ہوتا
 ہے اکثرے عمل ہوتا ہے، بے اثر ہوتا ہے، ناکار فرما نارا کا اور ناکار کن ہوتا ہے۔
 جذبات کے انداز میں بے عمل ہنہ نطق اور دلیل میں بے عمل، کافرانی میں بے عمل،
 چارہ گری میں بے عمل، حتیٰ کہ اکثر اوقات عشق و تغزل میں بے عمل، نوحہ گری اور قہر
 خیزی میں بھی بے عمل ہوتا ہے۔ آپ روتا نہیں مگر اوروں کو بے محابا روتا ہے،
 خود کرتا نہیں مگر کرے کی ایک آسمان تک پوچھے والی سطحی چیخ نکارتا ہے،
 روتا ہے مگر دل میں ہنستا جاتا ہے، ہنستا ہے مگر دل کے اندر متاست اور روکھا پڑا
 ہے۔ یہی بلکہ اکثر اوقات شاعر کا بہترین عقبہ شعرائے وقت صفحہ قرطاس پر نمودار
 ہوا ہے جب فی الحکمہ اس کو عشق و تغزل سے کچھ سروکار نہیں رہتا، بہترین لوح اس
 وقت نکلا ہے جب دل صبح معنوں میں سے ص ہو گیا تھا۔ عمل کا اثر انسان کے محسوسات
 پر طبعاً اور خلفاً اس قدر تحلیل گس اور شعر ریا واقع ہوا ہے کہ اگر کہنے کے بعد کہنے کی
 گنجائش قطعاً نہیں رہتی۔ جس طرح کسی خاوند سے اپنی کلج کردہ بیوی کے عشق میں
 عمل لکھوانی محال ہے اسی طرح عمل کے بعد شعر بھی اصلاً معقود ہو جاتا ہے، اور جس
 طرح غزل کے ذریعے سے اک تاکہ کا کولس پر قابو پالے سما محال ہے اسی طرح سنا
 کا عامل بن جانا یا اسے شعر کے ذریعے سے کسی قوم کو عامل بنا دیا امر بعید ہے۔ پس
 عمل کے بعد تحلیل اور علم کے بعد عالم ہال کا کسی قوم میں رہنا ازس متعذر ہے اور
 اُمت اپنے اندر شاعر پیدا کر کے یہ سمجھ رہی ہے کہ وہ علم و عمل کے معراج پر پہنچ رہی ہے

سعی و عمل کے ملک الافلاک تک پہنچ گئی، علم اور شعر کی باہمی مخالفت ہر اہل تہذیب کی تاریخ
مذکورہ میں ہر وقت اس قدر مکمل اور غیر متزلزل رہی ہے کہ جہاں علم ترقی کرتا گیا ہے
وہاں شعر کی کچھ دال نہیں گئی، اور جہاں شعر حاوی ہو گیا ہے وہاں علم سے کچھ
سروکار نہیں رہا۔

یہ سب اس لئے کہ صحیح مسنوں میں شاعر جہاں کہیں پیدا ہوا ہے بے علم و
بے عمل پیدا ہوا ہے۔ وہ بے علم اس لئے ہے کہ علم شعر کے لباس کو قطعاً قبول نہیں کرتا۔
حوشے فی الحقیقت علم ہے وہ شعر قطعاً نہیں خواہ اسکی عبارت موزوں ہی کیوں ہوگی
ہو اور حوشے فی الحقیقت شعر ہے اسکی اندر علم کا ہونا اس محال ہے۔ وہ بے عمل
اس لئے ہے کہ اس دنیا میں عمل علم اور صرف علم سے پیدا ہوتا ہے، اور شعر ہر وقت اور
بہر بوع عمل کا قطعی مخالف رہا ہے۔ شاعر قوم کے عام انحطاط کی مصداقینہ تصور ہے،
وہ اسکی دانا مدگیوں کا ایک فنی اور مقامی مجسمہ ہے، اسکی جذبات کے ہیرو کا سخا
ترجمان، اسکی آہوں اور کراہوں کا مصرب ساز، اسکی ہیوشیوں اور غمگینوں کا
جہاں ناہام، اسکی لاطائل حسرتوں کا سچا مورخ، اسکی سعی و محنت کا صحیح مجر، اسکی شہوات
اور لذات کا طبل پڑھنگام، اسکی تعلیٰ نہ خود نمایوں کا عکس آئینہ اور اسکی سلب شدہ
عظمت کا سچا بوجہ گرہ ہے۔ وہ آپ اپنے زمانے کے رنگ میں رنگا ہوتا ہے، جس رنگ ہنگ
میں اہمیت ہو اسکو فوراً قبول کر لیتا ہے، جو آہ، حورمان، جو پنج، حوقمہ جس
کا فرمانی جس کا رہن میں قوم گرفتار ہو، اُسی کو خستہ یار کر لیتا ہے اور اُسی ماحول کی

ہر نوع متغیر، کلام میں مختصر، تحریر میں محل ملکہ سا اوقات، طبع اور معلقات، تقریریں
 سادہ اور کم گو، اور خیالات کے اظہار میں شعر و مصاحف کے اعتبار سے پر بیان اور
 سے ربط نظر آتا ہے۔ علم کا تبحر، عمل کا اضطراب اور خفاقی کا ہجوم اسکا اس امر کی
 فرصت میں لیے دستے کہ وہ اپنی تحریر و تقریر کے اندر شاخ و اندول آریزی یا دل فریب
 موزونیت پیدا کرے۔ وہ جو کہتا ہے کہ کتاب ہے اور کہے جاتا ہے، اور ایسی کر دیتے اور
 کہے جانے کے اندر اس کے کہنے کے اثر کا راز منہم ہے۔ لوگ اسکی سماں و تکلیف و اثر
 کو دیکھ کر آپ بکھڑے ہو جاتے ہیں۔ اس کے لئے مستعد ہو جاتے ہیں اور چونکہ وہ خود ایک مرد
 بے مروت ہے، لہذا اُس کے علیحدہ صفت کی شان رکھتا ہے، کسچی سادی واک کا جس کا کم
 نہیں بلکہ اس نے بے مروتی سے کسی عام وجود اور شمع ہے سادہ، ملامت سے گھبراہٹ
 دے رہا ہے، شاہد عامل ہے، وحش دل مردہ اور ہے امر مکلف ہی۔ شاعر کی واہ واہ
 کے المقابل کڑیاں پھیلتا جاتا ہے اسلئے لوگ اس شہادت کو یا کر اس سے یکے تیار
 ہو جاتے ہیں، پرواہ وارس طرف سے اکٹھے ہو کر اس جمع سوز و گداز پر اپنی حالت
 قربان کر دیتے ہیں، یہی قومی رنگ کی سچی علامت، اور مروج کا سچا منتظر ہے، اساعر
 اسی میں مرق صرف نوع اور جنس ہی کا فرق ہے، امرت اور عرض کا فرق ہے، افسانہ
 آسان کا فرق ہے، حماد اور انساں کا فرق ہے، وہاں تخمیں۔ امرت کی لذت
 حرکت سے رہی ہے، یہاں تکلیف اور محالیت سے عشق۔ ہے، وہاں آرام باقی کا شوق
 راس زخم پیدا کر رہا ہے، یہاں کڑیاں پھیلنے کی مردانگی حسیر و جدول رہی ہے، وہاں

اُسکے فہم و ادراک کا ہر قدم نام کما جائے کم ہے اُنت کے اندر دیر شاہر کے نوع انری
 مثال یا شاعر کے وجود پر اُسکے اپنے کچھ سرے شعر کے انری مثال بعبہ ایک خاصہ کی
 ہے جو یہ لمحوں کے لئے ایسے ناظرین کو دم بخود تو لڑتی ہے مگر پھر قاصد کی طرح
 لے قدر ہے، یا اجتی ہے تو دوسروں کی دل لگی کے لئے ماجتی ہے مگر اسکے ایسے دل
 کے اندر اُس رقص کی حواہن اصلاً موجود نہیں۔ شاعر بھی ایسی طرح ہے ابن الوقت
 لوگوں کو جوش کرے کے لئے کچھ کہہ دیتا ہے، جو کہ کتابہ اُی کے دل لگتی بات کہتا
 خدمات کو سطحی طور پر دیکھ کر غفلت، بر غفلت کا ترجمہ پیدا کر دیتا ہے، سوتوں کو آذر
 سلائے کی فک میں ہے، گیسوں سے جگائے کا بہانہ کرتا ہے، یا مدلل قوم کو ہکا بکا
 کا لقمہ دیتا ہے، یا یار سے مار کا کام نکالنا چاہتا ہے لیکن علم و عمل کی راہوں پر گامزن
 ہکر دلوں میں انقلاب پیدا کر دنا اُس کا کام ہر سلا ہیں!

عالم باطل باجی رطلاب اسکے حسب ظاہر ہوا ہے اپنے زمانے کی بہت تخیل
 اور رفو کے خلاف ظاہر ہوا ہے۔ وہ ایسے ساتھ علم و خبر لاتا ہے، قوم کی بیماریوں کا
 اٹل اور حکمی دوا لاتا ہے، قانون حد کا ایک جزو قائم لاتا ہے، اُنت کو آسمان تک
 اٹھا دینے کا بیم لاتا ہے، پوری قوم سے دشمنی مول لئے کا ساماں لاتا ہے، غلط تخیل
 اور غفلت کی غلط فہم انسان عمارت کو ڈاڈے کا ڈال لاتا ہے، مخالفت سے پرواہی
 اور قوم کی سنہری کاسچا دو اُس میں ہر وقت موجود ہے، وہ اکثر کسی صحیم یا دھست نصیف کا
 مصنف ہوتا ہے، کسی شے محترم یا مقترم سے کاشوق نہیں رکھتا، لسانی اور جبر، مافی

قول دہاں ہے، ہاں راعل ہے، وہاں گھٹ گھو کا سلیقہ میں ہاں اور عمل، منطقی
 اور تہہ، واقعہ اور ملت، اس کچھ قرآن کریم ہے، ہاں ایک لایب العس کی
 اہل اعضا کو حرکت دے ہی ہے۔ عالم اور دنیا ملاشتہ البتہ جس جس سے، میں اس کے
 مابین صرف درجہ اور مقدار، صرف وسعت و سطر اور تہہ و عمل کا فرق ہے۔ عالم کار،
 ممکن ہے کہ اسے اندر ہونے کا تا بہ قلیل رکھتا ہو، نبی کی تہہ غلطی کا ایک، جز لا تخری
 اُس کے رزل الارض عمل کا ایک جز و حقیر ہے میں بطور رات کے بار بار ہو، مگر شاعر کو
 علم و خیر سے قطعاً کچھ نہ اسبست ہیں اس قوم کے اندر وہ پیدا ہو گیا ہے اُس قوم کے،
 علم میں کسر و فنا ہو چکی ہے، اعضا میں انخطاط، خیال میں انقلاب، نہ سب الہامی،
 تشنہ، ادیان بن طوائف، الملوکی، نظم و نسق میں شکست اس امر، ریکارڈ و انگریز
 ہو چکی ہیں۔ سنگ کو، قوم صاحب علم ہے شاعر کو ہر ہر شاعر کے ہر کسی
 ہاں شاعر کے پھوٹنے پھٹنے کا مواد تیار ہو چکا ہے، وہاں اُس ریم کے اندر علم کے
 سرخشاں درست آگاہ نہ کر، استعداد مافی نہیں ہی احسن لوگوں سے شاعر کو کسی کا
 مثال کا ہے اہل۔ بے وقت کی ماہیت کو فطرت میں سمجھا، ہیں، لکھ خود ہے علم ہونے
 کی وجہ سے علم کی حقیقت تک پہنچ رہے ہیں۔

عدی، احاطہ، ہومر، شکسپیر، غالب، امر القیس سب ازمنہ انخطاط یا جا
 کے ساتھ تھے۔ سب اس وقت پیدا ہوئے تھے جب قوم علم و عمل کے مخلوق
 تے گذر کر قول و عمل کے محدود میں عرف تھی، یا اس وقت ظاہر ہوئے تھے کہ جہالت کی

ہوا، مگر ایک طرف تو ایک جماعت کے اندر یہ قرآن سب سے زیادہ اکران ہے ہوتا رہا ہے کہ اس دونوں قطع کے مشابہت کا نگاہ چاہیے کہ زمانے سے طبعی ہے شاعر اگر اُس زمانے کی ظلمت کا آغوش پروردہ بنا کر بہار اس جاتا ہے تو عالم اُس شب دیکھ کر کا طلبہ مفسود کر چکا ہوتا ہے اگر غلطی ہے اُن کے درمیان مسابقت پامانات پیدا کرنے کی سعی کرتے ہیں مگر حاصل انکی باہمی مخالفت اگل دہائی راست اور دن، اندھیرے اور اُجالے کے تضاد کی طرح کم نہیں ہوتی۔

لیکن قومی اخلاق کی سب سے پست منزل اجتماعی انحطاط کا درد انگیز منظر ہے۔ جب کہ افراد سے گزر کر پوری امت شعر کہنے کے مص میں گرفتار ہو جاتی ہے۔ ہر گھر، محلے اور شہر میں شعر کے موسیٰ حشرات الارض پیدا ہو جاتے ہیں ہر شخص قافہ بیانی اور لغو رانی کا پیچھے زبیر بن کر قومی علم ادب کو سگ سفال سے زنا وہ بے وقعت کر دیتا ہے۔ وہ علم ادب بس کے الفاظ کی جملہ میں، جسکے تشبہ کی سست اور حسن ادا کے اسالیب میں بسا اوقات قومی اخلاق کی تصویر ہو سکتی ہے۔ ناشاس کا تختہ مشق بن کر اور نا اہل کے ہاتھوں و ستمال ہو کر سو قیام لکھ سفیانہ رنگ لے لیتا ہے، پھر وہ رہی سہی عصبیت بھی جو افراد کے دل میں ربان کی عالی خیالی اور حالات کے سمو کی وجہ سے جاگزین ہوتی ہے مادہ بڑھاتی ہے، اور اُس قوم کی پیشانی سے اُس کے ذاتی نقص کا آخری آئینہ سازی نشان پڑ جاتا ہے۔ شعر سخن کی یہ جمہوری حکومت ذوق سلیم کے لئے رہبر قاتل ہونے کے

جہالت اور بیسی کی سیدہ کی ہوئی ۔ ایمان علم عمل کے پچھلے نام کو کہتے ہیں اور سنی شریعت
 قرآن سے سوا احکام کر دیا کہ شعر فی الحقیقت ایک عیشہ بہیز ہے کسی شوق مند پر صراحتاً یا
 عمل قوم کے لئے بڑی سے بڑی گراہی ہے ، جو لوگ شاعر کے پیچھے گئے ہیں ، اُسکے شکر کو
 سن کر حسد اور مرگاتے ہیں ، اُسکی لغو رائد اس سے متاثر ہو ۔ تو ہیں ، اُسکو مرگ کی کہ
 کسی مرتبے میں ایسا نہ خیال کرتے ہیں ، وہ نہ اسل خود راہ سب سے بھٹکے ہوئے ہیں
 (وَالشُّعْرَاءُ سَمِعْتُمُ الْكَاذِبَ) یہ اسلئے کہ شاعر کا ارادہ یا میں کوئی عقل فطرت العین
 نہیں ، اُسکے پیش میں کوئی معطیہ نظر نہیں ، قدامت کا رور اور الفاظ کا بھلا اُسکو
 دیکھ سکتے ، ایفہ ویا کی ماسجید وادیوں میں چاہتا ہے ، اُسے جانا ہے (الْوَرَاءُ) اُس
 رب خلق واجب تھوٹوں ، وہ اور ہر کوئی میں بدھ منہ اٹھاتے ہیں چل رہے ہیں
 اور چلے جاتے ہیں ، علم جس کا نتیجہ یا بیان کا اس دنیا میں قوم کے سامنے ایک حقیقت
 پیش کر کے اُسکو معجز عمل اور مادہ کار کر دیتا ہے ان میں نام تکے میں اس سے بڑھ کر
 کہ وہ اپنے عمل شخص ہے ، جو کہتا ہے کرتا نہیں اور جو کرتا ہے اُسکو چپانے کی سعی
 ہے ، خود کو کراہیے کرنا ہے اور اُسی میں اسے کافی گھوڑے دوڑائے جاتا ہے
 رَوَا تَكْتُمْ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ) ۔ سعی طلب اور صبر آزمائی خدا کے نزدیک بڑے سے
 شگاہ یی ہے کہ جو کہو اُسکو نہ کر دکھائو ، دل اور زبان ایک نہ ہوں ، قول کی از روئے
 عمل سب سے نہ ہو ، خدا کو جو گراں اعمال ہے وہو کا دیا جائے ، خلق خدا کو وہو کا ہو

سب کچھ اس نیک سیرت نبیؐ کے اتباع میں قربان کر رہے ہیں اسلئے انکا سیرت
 اسی طرف راجع ہوا کہ قرآن بھی شعر ہے، کیونکہ مشقی ہے، سجع کے لگ بھگ ہے، اسکے
 بیان میں زور ہے، لطافت اور اثر ہے، مرجع خلق ہو رہا ہے، وہ یہی سمجھے کہ محمد (صلیہ)
 بھی ایک رو اور حط ہے، قافیہ بیا اور شاعر ہے، عمر اور ابو بکرؓ اس کی خوش الحانی
 اور اسکے لائے ہوئے قرآن کی اتنی مصاحبت پر ہی مرے ہیں، اسکے الفاظ و صنائع
 ، ان کو، اسکے استعاروں اور چست ندرتوں کو دیکھ کر فریفتہ ہو گئے اس۔ اس کی لطافت ہی
 ہماری حقیقی دشمن ہے، ہماری شاعری کا مقابلہ کر کے ہم کو مات کر رہی ہے، ہمارے
 کہہ رہی، عدا کی دھماکاں دے رہی ہے، ہتم کی آگ دکھا رہی ہے، وغیرہ وغیرہ
 ایک حسرت اور بے علم قوم کی طرف سے ایک اسی سر میں ہیں جہاں ماسوا سنا کے
 کوئی اور مقتدر شخص کبھی پیرا نہ ہوا تھا، رسول خدا کے بارے میں یہ سب بدگمانی طبعی
 تھی مگر آن حالہ ہم ہر کس نسبت کا کٹھن ہو سکتا تھا اُس نے اعلان کر دیا
 کہ یہ اولو السنہ ہیں اور جو کچھ ہو سو ہو مگر شاعر قطعاً نہیں، اسکے بتایاں شاں ہرگز
 نہیں کہ شعر کہتا پھرے، وہ تو ابک عبرت انگیز قانون لایا ہے، فاطمہ زہراؓ کے
 بارے میں کہ ان کو سب صفتیں ہیں اس اہل علم لایا ہے، علم کو شعر سے کچھ مٹا ہے
 نہیں اور ہر علم کے بلکہ مدرستہ کو عامل کر سکا ہے۔ مَا عَلِمْتُمْ الْفَتْحَ وَالْفَتْحُ لَا

ہے کلام اللہ میں ہر ما علم کا گناہ ہے۔ مَا عَلِمْتُمْ الْفَتْحَ وَالْفَتْحُ لَا
 میں بعد ما کا علم صلی اللہ علیہ وسلم اور کیا صلی اللہ علیہ وسلم
 لِقَوْمٍ يُفْهَمُونَ دوسرے دوسرے۔

و غیرہ و غیرہ (کَرَّمَ مَعَا عِندَ اللَّهِ أَنْ يَفْعَلُوا مَا لَا يَفْعَلُونَ)۔ وہ تسلیم تھی جو
 اس جلیل القدر نبیؐ نے عرب کو دی۔ ایل ہر کے اسکو صحیح اور نیک سمجھ کر قبول کر لیا،
 ان کے دلوں کی سنگلاخ زمینیں عزت افزائی اور حساب و طہ و نسی کے نرم نرم
 ترسج سے قروں کے بد نرم ہو چکی ہیں اس اب زلال کو چوب کرتی گئیں۔ اس کا اثر
 حید رسولؐ کے اندر اندر یہ ہوا کہ عرب کی سرزمین میں شرف طاعت گیا، نابہ، رہبر
 طہ و غیرہ و غیرہ کی سب ان راہیاں ابھی محو ہو گئیں کہ بزدل اور متسلل نون مکت سرزمین
 کوئی مستدر تا سر سار نہ کر سکی، 'معتقدات' کے فہائد کی جاہلیت کے راسخے میں
 خاص تعظیم تھی، لوگ سوں سکاظ میں جمع ہوتے، اخانہ کبرہ کے گرد طواف کرتے
 تو ان مصائد کو میں اس کر دھنٹے، ان کے آگے ماتھا گر گرتے، معتقدانہ چرے کرتے
 ان کے مصنفوں کو اینا ستیا رہتا مانے، مگر قرآن حکم کی شرک راہ را اور ظلمت باہلیم
 نے معتقدات پرستی کو نترے اکھڑ دیا، لاف و مسات کے ساتھ ساتھ شاعری کا
 پٹھ بھی ایک مدد کے بیٹے ٹوٹ گیا جہاں میں کوئی قافیہ سند تھا اسکی کچھ قدر
 و نثر نہ رہی۔ وہ مافی کا دم جسم، خود ستائی کے خربے، قتال کو آپس میں لڑنے
 کی آ خدا و الغرض کوئی مابہ الاستباز شاعر اور غیر شاعر مافی سے رہا یکا کر رہا
 میں چو کا شعر و مصاحت کا حال غالب تھا، اور علاوہ ایں اسلام کا علم سے بیدار
 کسا ہوا تھک بھی انکو اک آکھ نہ ماتا تھا، وہ نہ سمجھتے تھے کہ لوگ جھٹھ و صلحہ کے
 گرد کہوں جمع ہو رہے ہیں، یہ صدیوں کے جہر و زہ جیند نہ کیو مکر پار کا یہ ہو کر انا

لَكَ كَرُورٌ مِّنْ ذُرِّيَّتِ الْعَالَمِينَ ﴿۱۰﴾۔ قرآن نے سرسبز عالمان کو دیکھا کہ اسرار
 اس سے مثال کلام کا کیا مقابلہ کر سکتا ہے۔ روئے زمین کے حجت، اس کے آثار
 اور اصناف، اسکے ماتہ الناس اور خواص کی کجاریں کر سکیں گے، اسکا شیل کہاں
 لے آئیں گے۔ اگر قرآن کے الفاظ کا، اسکی بندشوں کا، اسکے قوانین اور استعاروں کا ایک
 سطحی سامنا کر بھی سکو، کسی نالود یا رہبر کو ملکر اسکے ادب کا ایک ڈھانچا سامنا بھی کرے
 مگر اس کا علم کہاں سے لے آئے گے، اسکی بیہوشی اور خیر کہاں سے ڈھونڈ لے گے، تیر
 اس بے مثال حد کا کلام ہے جسے ہم تیر کی شے نہیں، جس کی برابر ہی کا کسی کو نہ ہو
 ہمیں، مانے، یہ کہ یہ خدا کے علم کو ساتھ لیکر آئے اس سے اور علم کا دعویٰ اس نے نہ
 منع دیکھ کر ہی ہو سکتا ہے (فَاذْكُرُوا أَنَّمَا أُتْرِلَ بِعِلْمِ اللَّهِ وَأَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ) اگر اور
 کچھ نہیں تو اس جیسی دس سو تیس ہی سے آؤ، پر حسب۔ لے آؤ گے، تو ہم بھی ہمیں داد
 دیں گے، والا اسکے سامنے سر تسلیم خم کر دو۔ اَمْ تَقُولُوا لَوْ اٰتٰنَا بَعْدَ مَسْرُورٍ
 قَبْلَ هٰذَا مَقْرَنًا لَّوَدَعُوْا اٰمِنًا اللّٰهُ مَطْعَمٌ مِّنْ دُوْنِ السَّمَوٰتِ كَسُوْهُ حٰنِدٌ وَّوْنٌ ۚ هٰذَا اَمْرٌ
 نَّصْنَجُوْا لَكُمْ فَاَعْلَمُوْا اَنَّمَا اُتْرِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ وَاَنَّ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ

(۱۱۳-۱)۔ ایک مصرعہ میں قیام فرما کر اس میں ہر ایک کو ساری سر داد اس نام پر ہر ایک کی
 داد دے گا، تو تم میں سے کون سا ایسا ہے جو اس کا مقابلہ کرے؟ کیا تو اس کا مقابلہ کرے گا؟
 کیا تو اس کا مقابلہ کرے گا؟ کیا تو اس کا مقابلہ کرے گا؟ کیا تو اس کا مقابلہ کرے گا؟
 کیا تو اس کا مقابلہ کرے گا؟ کیا تو اس کا مقابلہ کرے گا؟ کیا تو اس کا مقابلہ کرے گا؟
 کیا تو اس کا مقابلہ کرے گا؟ کیا تو اس کا مقابلہ کرے گا؟ کیا تو اس کا مقابلہ کرے گا؟

اِنْ هُوَ اِلَّا دُخَانٌ مُّذْنَبٌ اَنْ مَّيْمَنًا ۝ اِسْطِطَاعَ طَلِيلٍ كَاغْنَتَا سَطْرِ يَسْبَعُ حَسْبُ مِمْسَكَةٍ
 ار کوئی جس کوئی زمین کی علامت، کہ آتی تھک یا نمو کا عنوان باقی رہ گیا ہے، انکو
 اس عالم آرائے زمین و آسمان کے کھپا دیے والے قانون بقا و فسادے آگاہ کر دے
 یا اگر وہ اس سے گزیریں تو منکر کے لئے اتمام حجت ہو لے لے دے مَن کُنْ اَنْ
 حَتَّاءُ يَحْقُوقُ الْقَوْلَ عَلٰی الْكُفْرِ ۝ قرآن کی بادی لفظ میں یہ عبارت آرائی
 مازور ہاں نہ شعر ہے نہ اس سے شاعرانہ وادہ وادہ مقصود ہے البے بودے ایماں یا پاک
 اعتقاد کی کسی کو کچھ ضرورت نہیں۔ ضرورت اُس یقین کی ہے جو اس عمل پیدا کرے جس
 عزت حاصل ہو، دل کیسے کھپا اٹھیں، اُن کی سنگدلانہ زمینیں نرم ہو جائیں، اعضا
 میں حرکت ہونے لگے، تکلیف برداری اور مشقت کی تیاری ظاہر ہو، یہ جی بوجھ یا کما
 کا کلام تو ہے جس کہ چکی چیری باتوں سے مولد سہما بش نظر ہو، یہ پھاسے میں آسکے
 حلق کا کلام ہے، پاوشاہوں کے بادشاہ کا قول ہے، کلام ملک الملک ہو
 وہ العیاد بالندہ کوئی شاعر ہیں کہ تمہارے لغزلان امر لقیں اور زانفہ کے بالمقابل
 شاعری کے اکھاڑے باتا پھرے، تمہاری مثلے مدائع تمہاری اسی احتراع کی جوتی
 حُت مدشوں اور ادنیٰ ترکسوں کا متبع کرے، مادتاہ کا کلام ہر لوع مستند
 ہے، لیکن یہاں سناؤ ڈھونڈنے سے تو سر و کاری نہیں جس سے تکی ضرور ہو
 ان حکموں کی تعمیل ہے، اتنا مال امر ہے، اسیر ایمان یقین ہے، اتنا سے تکریر
 اعتبار ہے ۝ رَوْحًا هُوَ يَقُولُ سَاعِيًا قَلِيلًا قَلِيلًا قَالُوا مِمَّنْ هُوَ لَا يَقُولُ فَلَمَّا مَنَّ

حامل، اس ضرورت سے برابر آؤ، اور اگر نہیں کر سکتے اور اگر دیکھ ہرگز نہ
 کر سکو گے تو آج ہی سے اس ہی اور اخروی جہنم کی آگ سے ڈرتے رہو اس
 قرآن عظیم کے علم کو علم نہ سمجھنے والوں، اسکے امن اور احکام پر تمہاری عمل نہ کرنے
 والوں، اسکی باتوں کو جھوٹ جانتے والوں، ان سے مکر و دیا سے گریز کرنے والوں
 کے لئے تیار کر رکھی ہے اور جس سے ہر کامل قوم اور فرد کا واسطہ پڑنا اٹل ہے۔ وَ
 اِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا نَاوُوا سُبُوْحًا مِّنْ قِبَلِنَا ۚ سَ لَا نَقُولُ
 مِمَّا هَلَّا ۚ كَذَّبَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ اِلٰهًا كُفُّوا عَنْهُ ۚ اِنَّكُمْ مِّنْ صٰدِقِيْنَ ۝۱۰۰ وَلٰكِنْ لَّمْ يَفْعَلُوْا وَلٰكِنْ يَّفْعَلُوْنَ اَفَاَنْتُمْ
 التَّارِكِيْنَ وَفَوَّضُوْا هَآلِكَ اِلَى الْحٰجَرَةِ ۚ اَعِدَّ سَلٰةٌ لِّكُلِّ بَرٍّ ۝۱۰۱

الغرض قرآن حکم شریف ہرگز نہ تھا، شاعرانہ وضاحت کا دعویٰ ہی میں ملکہ سکر تھا
 شریعت جانے سے اسکو چڑھی، شاعروں کا دوس تھا، اس کو بقولوں کا لفعولوں
 کا الزام دیکر گناہ کبیر کا مرکب کہتا تھا، لفظوں کی خوب صورتی یا چست مضمون مادہ سے
 اسکو کچھ سروکار نہ تھا، یہ اسلئے کہ وہ علم تھا، حکمت تھا (يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ الْكَلِمَةُ الْحَكِيْمَةُ)
 ہدایت اور رحمت تھا (وَلَقَدْ اٰتَيْنَاهُمُ بَيِّنٰتٍ فَصَلِّ لِّهِ عَلٰى عَلَيْهِ هُدًى وَرَحْمَةً لِّعَوْنِهِ
 تُوْفُوْا صَوْرًا)، اور نہ (فَلَمَّا جَاءَ كَرِهَ مِنَ اللّٰهِ نُوْرًا وَكَيْتٌ مُّبِيْنٌ)، سو عطیہ کی آخری شارحہ
 اور رسم شاعرانہ (يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ فَذَرُوْا حٰجَتَكُمْ مَّوْعِدًا ۚ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَسَبِّحُوْا ذِكْرًا لِلّٰهِ الصُّدُوْرُ
 بِكِرٍ صٰرَتْ اِلٰهًا اَنْصِبُوْا لَهَا ذِكْرًا وَرَحْمَةً لِّعَوْنِهِ وَرَحْمَةً لِّعَوْنِهِ وَرَحْمَةً لِّعَوْنِهِ)، مستند شارح تھا
 (هُدًى وَرَحْمَةً لِّعَوْنِهِ)، ختم ہدایت تھا (فَلَمَّا جَاءَ كَرِهَ مِنَ اللّٰهِ نُوْرًا وَكَيْتٌ مُّبِيْنٌ) خدا اللہ ہو

کہ اُنہی - یہ نورِ قُصیدہ سے بنو اے جاتے، لبوں اور سفیان اور اوجہاں کے پیچھے لگے
 جہ نام لکھ کے شاعر بالسان نہ تھے اور جنہوں نے اپنی مدتِ عمر میں ایک شعر بھی
 نہ کہا سنا کیوں مسجلہ کذا کی قباوت قبول کر لی جسے شاعر ہونے کا مستحق کر لی
 شمس بھولے سے بھی نہ ہوا۔ آج اس سرزمین ہند میں باوجودیکہ میرا خالصتہ کھن
 اویا میں کہ اسکا شعرا شمال ہے مگر اپنے زعم میں اُسکے رگ کو تباہ ہونے والے
 نفاں اسقدر پیدا ہوئے ہیں کہ ہر تک بند اور قاضی باپے آپ کو غالب کا ہمنشا
 کرنا ہے، روز بروز ایک دو یا دس عربیوں کے رک میں اخبارات کی میتانیوں کو متن
 کر دیتی ہیں اور یہ شخص اپنے گمان میں غالب کا مایہ ناز بیٹا ہے۔ اگر وہ ان حکیم نے
 نہ ہو، کادو سے کہا تھا، شاعروں کو مقابلے کے لئے بلایا تھا، چُست مدتوں
 اور عقل الفاظ کے استعمال پر تمام جھگڑا تھا تو کیا یہ ممکن تھا کہ سارا عرب گنگ ہو جاتا
 کسی دُشمن کے مُشر سے مقابلے کی ایک سوتہ، ایک خملہ، ایک لٹیکہ نہ نکل سکا۔
 عالم نوہی تھا کہ اہاں لائے سے بیشتر دور دراز سے لوگ حق و درجہ آئے، ہر شخص
 حسبِ مقدور اپنے طغرائد کلام کا کوئی نمونہ لے کر آئے اور دینے والوں کے سامنے پیش کرتا۔
 ۳۔ اس سرزمین یا قصور سے روزِ طغرائے طور پر رسولِ حد کی خدمت میں پہنچتے
 جاتے یہ درجہ مناظر سے اور مباحثے ہوتے، مسلمان اور کفار ایک میدان میں لگے

اس میں سے کہ سنا اے ایک خبر دوں کے معاملے میں لکھی ہے جس کی وہ رساں آئیں ان سے کہیں کہیں میں میں گزرتا
 کہ اس سے کہ اُن کو اساعہ سید رہا اسکے علی دُشمن کے سے ہم نہ دیکھتا رہا دے یاد دہوں کے مصداق کی لیل
 دتا یہ کہ اُن کو اسکا ہی مصداق میں مبالغہ و مفر بہا

اور پشمارتہ ہیں۔ یہ حرفون اولیٰ کے عرب کو تلخا بل گئی تھی اور حواصل تک کسی
 اور قوم کو قرآن پر عمل کرنے کے واسطہ آتا نہ مل سکے گی۔ سال کے محاربہ علیٰ میں جہی
 باوجود اہی بے مال جنیدیت اور آسمان پان لویوں کے ایک سال میں ہزار شہزاد
 قلعے تو کیا تین سو شہزاد قلعے بھی انگریزوں سے نہ چھین سکا، اور اگر یہ اسلام مسلمان اس
 قرآنی ہدایت کو پا کر اپنا فاسقانہ تقدیم کنی سو میں تک جاری رکھ سکے اور کسی سے بیٹھے
 نہ ہونے کے مگر مصر کی سو بیچوں بیتاؤ دینے والی فوج جا رہی کے اندر مدرم دیکر ایسی
 بہانگی کہ ان اسکے فائدہ غلط سم ازہ کسی اور نعل سی سے انا پیٹ پال رہے ہیں اور
 کے علم و عمل کے یہ مثال ہونے کی شہادت ا مقدر عینی ا قطعی۔ کہ دنیا ایک لاکھ
 یادوں لاکھ برس تک اور قائم ہے، اس یادوں ہزار عربی اسی نوی اور میں پان
 تو میں روئے رہیں پر پہا ہو جائیں لیکن قرآن کے سوا کسی اور دستور العمل سے اس
 ہدایت کا پیدا ہونا محال ہے۔ اگر قائلو اسوہ و رتھن صلیہ سے قرآن کا مقصد والذ
 اس اور فصاحت میں ابی رتری جملانا تھا، اور صد اسلام کے ہم عصر کفار عرب
 ہی اس میں متلاہ کا ہی مطلب سمجھے تھے تو حیرت ہو کہ قرآن کے بالمقابل اسی انداز
 پر اور اسکے رنگ میں دہائیوں نے کیوں ایک لاکھ نقلی قرآن اس گماں پر تیار نہ کر لیے
 کہ ان میں سے دن نہیں تو ایک وہ ہی مقابلے میں پورے اتر سکے کیوں نہ کافر
 رسول خدا کے برخلاف تلواریں تیر کرنے کی کھائے کسی علقمہ از میر کے بھیجے لگ گئے

وہ مصر و سلم سان شہادہ الماسہ اولیٰ کا شواہد ماسی کے مانے میں دلیدہ ہا اکل اس ثعل میں مصروف ہیں

متاعوں کے بیسیوں اکھاڑے ناسے، کچھ اُدھر سے کہا جاتا کچھ اُدھر سے جی آئی،
 کوئی مصنف یا قلم نہیں لے سکتا، کہ کہ نسا کلام ہنر ہے، کونسا خبیث تر ہے، اُٹھ کر
 اُدبار اور نضحا کا حجم غنیمت و دولت وارستہ میں جمع رہتا، ماریا سیت، تو خدا کے
 احتیاج میں تھی گر کا فخر نہیے دل کی ہنر اس تو نکال لینے، عالم کے مشہور ہنر کے
 ایک اوقامی مصرعے (ع دیکھیں اس ہنر سے کہہ کے کوئی نہ کہہ سکا) اُس نے تو تیار
 شدہ ذوق کو جذباتوں کے اندر اندر اس بات پر آمادہ کر دیا کہ ایک تربیت یافتہ عربی الہام
 سہرا مقابلے میں لکھا ہے، ہنس بلکہ اُس وقت سے آج تک ہزارا مشونہ ہنر کے ہی
 رنگے رولف ن اعجاز اور ترقی لکھے جاسکتے ہیں لیکن قرآن کی فصاحت کے
 بالمقابل کسی محض عربی شاعر، کسی مہجور سلمان یا منافق عرب کے ایک حرف تک نہیں لکھا۔
 صدی اسلام میں کسی کو اسکا ادبی مقابلہ کیسے کا گمان تک نہیں ہوا مقتضی یہ ہے کہ
 قرآن شعر نہیں تھا، نہ شعر ہی سے کا اسکو دعو سے ہوا، بلکہ منکر سے عجب کو درپردہ اس
 امر کا یہ احساس تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فصاحت میں مقابلہ کرتے تھے شمس ملا، اگرچہ وہ اس
 سبب جی کو جڑا ہے اور تمنا کرتے ہیں کہ یہ ہے تھے کہ وہ شاعر ہے (العباد فاعلموا)
 یا گل ہے، اس نے چند ماگلوں کو ایسے گرد اسے رو رہیاں سے جمع کر لیا ہے، اسکی
 جڑوں سے وقت تک رہی ہوا ہے، جسکی یہ راہ ہے۔ یہ اور ہم تو اُس وقت کے مستطیر
 میں کہ اس زمانہ سے پاک ہوا، اسکی سب سے چاہیے ترقی ہو جائے (وہی کش دہما
 آتے یسعت ربك یجاہد ولا تخوینہ ام یخوونہ ما عینہ یترنص ربہ ربك المؤمن

تھے، ۱۰ ساطیر لکھے سے مراد یہی تھی کہ ہم اس تکلف وہ سہی کی باتوں میں آنمولے
 ہرگز نہیں۔ مزید باتیں ایک شاعر یا شاعر کو شخص سے اس قطع کی مخالفت جو مرتب
 کی ہو نہیں سکتی تھی۔ اس کے خلاف تو یہی ہو سکتا تھا کہ قصہ سے اور وہ اپنی کلام بنا
 مگر اس کی شاعری کو مات کر دیا جائے۔ یہ کہ منع۔ تفنگ سے اس کا مقابلہ کیا جائے
 اسے شخص کے یہ مروتانج ہی شہر سندر، شہر گو باکم از کم لفظی واہ واہ کرنے والے
 اصحاب ہی ہو سکتے تھے، مگر صحابہ کرام کی العموم اور حضرت عمرؓ اور ابو بکرؓ کی بالخصوص
 شہرت نیازی پر نایب شاید ہے۔ وہ سب کے سب با علم اور با عمل شخص تھے، انہوں
 اور بیرون کا عمل کیا کرتے تھے، تدبیر اور سیاست میں بڑے ماہر، قانون خدا کے
 رُخ سے علائقے، بڑے سپہ سالار، بڑے محارم اور بڑے حاکم تھے۔ یہاں ان کے
 عالم، غزم کے آگے اپنی کی طرح نہ جاتے تھے، ترسوں کی سماعت نقد و نظر کے مستحق
 تھے، تھک سہل کر کرتے تھے۔ دیا کے بڑے سے بڑے تھے۔ انہوں نے اپنے دور میں
 اس رعب و وفار، اس نظم و نسق، اس صحت اور جس تدبیر سے حکومت کی کہ سطح زمین کو
 آن کا متعلق پیدا کر کے لیے بھی کسی آہستہ سہاں چاہئیں۔ شاعر یا شاعر شخص
 اس فائق اور اس بافت کا آدمی اس ہوتا۔ وہ یہاں اب گہر برہمی اچھی طرح حکومت
 میں کر سکتا، احمدا میں شہرت، حوالہ میں مہم، آرام میں سہل، اس کے غزم
 اکثر ہو کر نا ہے، اس سے ترو بھر کی حکومت کو مگر ہو، وہ اس کا سپہ سالاری کہے
 تھے۔ یہیں ملک ایک نہایت معنی خبر واقع ہے کہ رسول خدا ﷺ کے بعد میں کہیں

چاہے صاحب کے بعد ملار، مگر یہ حال کی مولیٰ لا بھری سہا، مگر اس میں ان کا جو ہر دور سے انعام کے طور پر دیا گیا۔

و اتوا من فی الارض کے بل خوش کن عاریسہ، یہ سونے کے کنگن اور لباس جو ہر پر
 سنے سے سناٹے پر لسان حال سے ہیں، سنے کی ہائیں ہیں، (ذل قالوا لیسوا حاکم
 ولا عدونا بل موبقنا)، اسی سے کہ سند میں لکھو یہ تگسہ کرنا ہی سہہ ہے اور اور
 یہ جانتا ہے، اور مل کو اسے سو۔ در لاسے کا نام ہے، یہ کچھ حریف۔ ہمیں جو کہہ لایا
 آہ میں مل ڈالنا کسی تہمت کا کام نہیں، ماحی خان۔ مال کا طریقہ میں ڈالنا تھا
 سر کی استانس، (بانتعرفون انہم حیدر ذال ملک ہم بالحق والاکونہم الخبیث
 کیرھون)، قہار سے، فارسی کا مشتعل۔ یہ کیز کرنا اس کی گفت میں اس قدر بڑا اٹھا کر
 جب نہ کر رہا تھا۔ اے۔ ڈالنا جانا اور اس کا نام الہی کی اہمیت کو تسلیم کرنے اور اس پر
 عمل کرنے کی حکمت علی اسباب کا کہہ سکتے کہ یہ سب پیش با افتادہ اس میں، اگر ہم نیچ
 تو ہم بھی اسی ہی ہوتے ہری علی ماتس بالیس، یہ تو وہی دھوکے میں دینے
 لوگ، (ہینہ سے لے لے اسے ہیں) (وادی الشلی۔ کنہ۔ ایہ سائلوا قد سبھا لو کتبا
 کھننا سئل هذا ان غدا الا اساطیر الاقلین)، اس اساتہ الادیس سے قرآن کو
 تشبیہ و مای اس امر کی حقیر است و لیل، ہے کہ میل ہذا کے الفاظ سے اہل عرب
 قرآن کا شعر و سخن میں مسلسل پیدا کرنا مروا نہ لیتے، بلکہ لہر کیا کرتے کہ یہ ان کا
 حس پر مل کرے۔ کے لئے ملایا جاتا ہے کوئی جی ماس نہیں یہ تو وہی دھوکے میں
 حریف سے لوگ کہتے، یہ اسے جس اہ جس کی طرف التسات کرنا ہم کو کوئی سبب
 نہیں، (ازدما رشتہ و سہ) (اسی و ماویہ سہ) (اس اس) (آفتہ مرہتر الاہلین)

فَتَشْعَبُ الْعَاوُنُ، کہنے آبا، میں ملکہ ایک شاعر اور اصل روہ قوم کو عالم اور عامل بنا
 آما! جہانگاہ اور جہانہاں کرنے آما! خدا کی بانی ہوئی رین کو باحد لوگوں کی تحول
 سے پھر دیے آما! جب تک قوم اس قانون پر عامل رہی، امکو الخیراتما اللہ یثقلہ
 سمجھ کر ہے جس دن کو دکھ میں ڈالتی رہی تب تک اَنْعَسَبَ عَلَيْهِمْ کا عداوتی
 پورا ہوتا رہا۔ تب تک قرآن صحیح معنوں میں علم رہا۔ لوگ انکی ہر آیت کو سچے دل
 سے سمجھ رہے تھے، اس قانون کو یا کر حیرت زدہ رہے، اس سے مستند اور
 ہر وہاں ہوتے رہے، ایک عالم کو چران کرتے رہے، حداوش را، اُمت نہال
 رہی، سرعلک عاتیں، سرسراغات دولت، اُمت، بحیر کے عمار پائش
 علم، حکم، نبوة، سب کچھ اس خیر الام کے ستے میں رہا سب ماحقہ، اس
 لوگ اس پیغام الہی کے حامل بن گئے، جب رہنمائی کی قیمتیں بگڑ گئیں، پھیلنا
 اور حکروں میں خن آگیا، طول اند سے دل ٹھٹھت ہو گئے، مکر سے رسول کا بڑبا ہوا
 سبق بول گئے، حد سے تجاوز کیا، علم نہ رہا، ذہنوں میں دیرامیاں اور دلوں میں
 صلا دتیں بگڑ گئیں، جب حکم خدا سے گریز کرنا آرام دہ نظر آیا، ہمیں جب خدا کے خدا
 ہونے پر یقین نہ رہا اور دلوں کے اندر اولاد اور مال کے ست، ریل اور زمیں کے
 بُت، بیرو کیر کے بُت، اریا و اسرار کے بُت، باسوں اور مکانوں کے بُت، گھوڑوں
 اور طریقوں کے بُت، غیر قوم کے حکام کے بُت، خوف ماسہ اس کے بُت، جمالت

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَائِرِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا الْاَمْرُ فَکَانَ عَلَیْکُمْ اَلَا حَلَّ فَلَکَ فَلَکَ

مقتدر شاعر حلقہ اسلام میں داخل ہو بیٹے الگ تھلک رہے۔ اُس وقت ٹھیک طے پڑا
 باونیس مگر حلقہ کے کم از کم ایک شاعر (نہیراں الی سلی) سے عہد رسالت یا یا تھا
 اور وہ آخر دم تک مسلمان نہ ہوا۔ قصہ ہر وہ کا ڈھا مصنف سن اُس وقت اپنا ہر یہ
 دج سے کر آیا جب دین اسلام غالب ہو چکا تھا اور شاعری کی موت سامنے نظر آ رہی
 تھی شعر فنی کا تائبہ (ملکہ بعض اوقات شعر گوئی کا سلبہ ہر جلیل القصد شخص میں کچھ
 کچھ صورت ہوتا ہے، سرور عالم افسانہ سے کو سن کر مسکرا دئے اور شاعر فنی کو سلام کہہ کر
 جذب کر کے اپنے ایسی چادر انعام میں دے دی۔ صدر اسلام میں بے دیکر اگر کوئی شاعر
 مسلمان ہو کر چمکا تو وہ حسان بن ثابت تھا مگر اُن کا شعر زائہ جاہلیت کے شعر سے
 بدرجہا کم پائے کا ہے۔ عہد رسالت میں اُن کا کام اکثر یہی رہا کہ وہ تین کے رسول خدا
 پر خلاف طعول کا بطور جواب دیا کریں۔ مگر استانہ نبوت سے اُنکو اس امر کی
 کوئی تحریف نہ ہوتی تھی تاہم اسلام کی عملی خدمت اور ترقی میں اُن کا وہ حصہ ہرگز
 نہ تھا اور صحابہ کرام کو ودیعت ہوا تھا، بلکہ واقعہ انکس کی تشہیر میں اُنکے شرمناک تھے
 نے تاریخی نقاد کی نظروں میں اُنکے حصرت پر ایمان و یقین کی قدر و منزلت بہت کم
 کر دی ہے۔

الغرض قرآن آیا، آپ ساتھ علم و نبوت لایا، لَسْتَ تَحْلِفُهُمْ فِي الْاَدْوَانِ کا ایڑی
 میٹا لی لایا، كَيْفَ لَكَ لَتَحْلِفُهُمْ فِي الْاَدْوَانِ کی تشارت لایا، لَسْتَ تَحْلِفُهُمْ عَلَى الْاَدْوَانِ
 کچھ کا پیغام لایا، الْاَدْوَانِ اور دین الحق لایا شعر کی بے قدری کرنے آیا، شاعر کو

کار فرمائوں سے ہٹ کر شعر و فصاحت کی طرف پھر متوجہ کرنا ضرور مستان یاد دوانید
 کے مترادف تھا، اس آرام و بہت کو شوق سے جذب کرنے لگے، عجم نے جو عرب کے
 المقابل پہلے سے گنگھے ان کی دیکھا دیکھی پر زور تائید کی۔ عوام نے اس راحت
 تحویل کو مہربان کیا، پہر کیا تھا لوگوں کی نگاہیں بیتوں میں حائل کی ہوئی تلواریں
 ہٹ کر کلام الہی کی فصاحت کے استروں پر جم گئیں، صفحہ قرطاس میدان جنگ بن گیا،
 قرآن کا مطالعہ رسم و تبرک کے طور پر ہوتا گیا، لوگ اس کو پڑھ پڑھ کر بالائے طاق
 رکھتے اور خدا کو بالائے طاق رکھنے میں ذرہ بہرہ سرماتے، ادھر عامہ پوش علمائے
 فصاحت اور بلاغت کے فصول کو وضع کیا، صرف و نحو کے اصول ایجاد کیے، جاہلی شعراء
 کے کلام سے استناد کر کے قرآن کے مطالب کی تعبیریں اپنے رسم میں کی، قرآن کو آؤبتا
 کی سید قرار دے کر صرف و نحو کے قواعد مرتب کیے، پہر کلام الہی کا مطالعہ صرف سحر
 اعراب و تعلیل، عروض و بلاغت، صنائع و بدائع کا مطالعہ بن گیا، شعرائے جاہلیت کے
 سب دواوین تبرک کا پیش نظر ہو گئے، ریز و ریز میں مناظرے، بات بات پر شعر
 رنگ رنگ میں اختلاف، سطر سطر پر کج بحثیاں اتت کا شعار بن گیا، لوگ کمال
 کا رویہ ایسے اسی بحثوں کو حواصت قرآن سمجھتے، اور عل سے پہلے علم حاصل کرنے کے سہانے
 سے نفس مطالب کی طرف رجوع کرتے۔ پہر کیا تھا ایک علم کو مہیولی ہوئی، کام چور اور
 بد میت تو کم کو شامی کی سید حد کے ہاں سے ل گئی، قرآن کا کفر سدا خدا کر کے ٹوٹا
 لوگ اس سحر کو قرون کے بعد ماں جاے ہمایوں کی طرح ہم آغوش بنے، پہر وہی ہمایوں

حمود کے موت، اس آسانی اور آرام کے سبب، فرقہ بندی اور ہستتات کے بہت، نفس
پسندی اور امت کی کشمی کے بہت، سلطان اور طاقت کے بہت گھر کر گئے، ہاں جب
قوت حیدر تو حیدر نہ رہی، اور ترک دلوں کی تہ پر جم گیا تو لوگ اس قرآن عظیم کو، اس
مالک زمین و آسمان کے آخری پیغام کو، اس حجۃ اللہ الباقیہ، اور جس کے فساد و قدر کے
مختتم فیصلے کو شعور سمجھے لگے، اُسکے احکام کو ٹالنے کے سہانے سے الفاظ کو
سراسر شروع کیا، نفس پیغام سے لکر کر یکے بے اسکی سازشوں کی طرف راجع ہو گئے،
نظم کے سہانے چوم چاٹ کر جزائروں اور لٹیمی غلافوں میں بند کر دیا، حد کو دھوکا دیا،
نفس سے لکر کیا، پرلے درجے کی فریب کاری اختیار اور مدہمتی سے اعلان کر دیا کہ قرآن
کی سب سے بڑی فصیلت اسکی فصاحت ہی ہے، یہی اسکا زبدہ مجسمہ ہے، اسکی ایک
سورۃ، ایک آیت، ایک جملے، ایک حرف کی فصاحت کی برابر ہی جتوں کی ہوا میں
بسی ہوئی مخلوق اور انسانوں کی زمین بائیں آبادی ہر گز نہیں کر سکتی یا اسی فصاحت
پر تمام عرب سرنگوں ہو گیا تھا، عمر نے سر ڈال دی تھی، قیصر و کسریٰ کے نان
و نمک ٹھانگے تھے، پہاڑوں کی چوٹیاں ابل گئی تھیں، اسی مخبر سے کہ دیکھ کر عروس العائن
سورۃ مسماں کی طرف دھڑکایا اور طارق سے اندر سے بیڑ سے آیا۔ یے، ترہ، پس امت
کی آنکھیں ابھی میگیں، تو یہ نہ دیکھتے تھے کہ وہاں وہاں آواز آئی۔ "مَنْ مَّا کَانَ
سب طرح بندہ کیا، کہ وہ کہہ کر مسلمانوں میں۔ یہ ایک آدمی، ایک سید، انتہا
آج اس مامور تحصیل کے خلاف بلند ہوئی۔ عرب میں کو علم حمل کی جانچ آئند

لوگوں نے دیں کو سزا بقول نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، رسول پر ایمان قبولی، حجاب پر
 یقین قبولی، قرآن کو مانا، قرلی، ایمان کا مطلب قبولی، پیغمبروں کو تسلیم کرنا قبولی، اللہ
 کو نبی سے علی اور علی سے نبی۔ دلوں کے اندر اگرچہ ہزار درہار توتوں ڈرے حالے تھے
 مگر توحید وہی مسرے خدا کو ایک کننا رہ گیا۔ جہاں احکام صریح تھے۔ جہاں تاویل
 نے اسے جال بچھا دیئے۔ صد ہا صدیوں میں خدا کی آیات سے گریز کرتے بیسے کالی گئیں۔
 سادہ بھرت، اطاعت الیہ الام، وحدت اُتھ، انعام مال، مکارم اخلاق وغیرہ
 وغیرہ وہ سب احکام جو دین اسلام کی روح رواں حقیقت میں تھے اور جس کے عاٹ
 اسلام غالب ہوا۔ وقتی اور مقامی احکام تصور کیئے گئے۔ ان کو رفتہ رفتہ منسوخ سمجھ کر
 مسلمانوں نے۔ یہ سوا کوں اور ڈھیلوں آہستہ فاقوں اور ڈھیلوں کو کھڑا کیا، اسل
 اور حیرانم دلوں کو اس قدر اہمیت دی، ان کی اصلیت کو اس قدر بڑھ چڑھ کر دکھایا کہ
 مذہب ایک محکمہ انگیزتے بن گیا، مشکل اور اہم باتوں پر اس قدر سردے ڈالنے لگا کہ
 کوئی نہ گہراں ہی رہا۔ آج دین اسلام کی سب فنی اور اعتقاد ہی صورت، اس کی
 جہت اور اہل کا اکثر سمجھو ہیں، اسکی ام لہو اُتھت کا اکثر زلال و انحطاط، انکی درد انگیز
 آہیں اور کراہیں، اسکے ظاہر و لگداز نوے اور مرثیہ اسی لہو لہو ماکلا لہو لہو، اسکے
 گناہ کی پیرہ کا نتیجہ ہیں!

حقیقت یہ ہے کہ قرآن میں توحید بن اسلام کی ہاں تھی۔ سی آخر الزماں
 اس عاٹ لہو لہو اور ناس خوش اسلوبی سے رہے اسے اس جو

(الْعَوْنُ) ، بلا خدا رحمت نہ رہے۔ تاکہ رہیں و آسمان شاعروں کا استعانت نہ تھا
 کسی نہ روا ہوتا کہ طریقیان میں اللہ کے حکم میں اللہ کی لیسرا، آزاد کسی نے
 نہ لکھا انسان کی اس حد پتہ کر دی و بار میں شاعر، خلیفوں، ائمہ میں شاعر
 و ابن سیرین میں شعر، حتیٰ کہ وہ کہے کہ یہ سالاروں کی طرح، خط و طے سے بھی
 صحیح اور فاضل کا التزام کیا گیا۔ ماہی کا تیل کے آداب میں شاعر، اور مستحق عمارت کا
 لکھا عمارت کا قیامت تصدیق کی گئی۔ ہر حریر و درود، اچھل، تازہ طبیعت، صریح الفاظ،
 اور لہجہ، عموماً یہودیوں سے بہت شاعر، حسرت الارض کی طرح پیدا ہو گئے
 حریری اور مدح الریان و بیرون شاعر کی لباس پہنا، ایک ایک لفظ اور جملے کو
 صنایع اور مدح کی آہنی زنجیروں میں اسطیٰ جلا کر مطالع کی طرح دھاگل گئی
 سب زبان قوافی اور سب ساروں کا مجموعہ بن گئی ایک سبھی سا ہی زبان کی حیثیت
 وثبت زبان پر اس ناروا مختلف اور آؤٹ، رفتہ رفتہ وہ ملک، ترک کیا کہ عرب کے لیے کسی علی
 تخیل کو بیان کرنا مدتوں تک محال ہو گیا۔ تخیل، ہیچ محدود، قیامت میان کمزور، علمی، لغت
 علم اور کثرت سے، سب پارو گئی۔ بلا حجب کو کسی زمانے میں عرب کی زبان کا حاصل خاص
 امتیازی نشان تھا ایک ادنیٰ سطح پر آگئی آٹھ صدیوں کی مدت میں شعر و م کی رگ
 رگ میں اس طرح جاری و ساری ہو گیا کہ متنبی سے سرو مصاحت کی مایہ نوبت کا دعویٰ کیا
 اور معتقد پیدا کئے۔ کہ وہ باکے اس تمام کہ زبان بطل و محمود میں دہر اسلام ستر پایا
 مسیح ہو گیا، لوحہ ایک لشمہ اور ملن علی مرتبے سے کر کے اعتقاد اور قول کی ادنیٰ سطح پر آگئی

نہیں رہتی تھی۔ آج تفرقہ اسلئے ہے کہ ہر ایک کا حد الگ ہے، ہر ایک کا مسمود حد ہے
 دئی محبت مال میں مست ہے، کسی کو اولاد سے عشق ہے، کوئی پیر پکڑے بیٹھا ہے،
 دئی نص پرستی اور تناسلی کے تموں کو پوج رہا ہے، کوئی جنسی ماکوں کی عبادت
 رہا ہے، فاطر میں و آسمان کے ملکوں کو کوئی تنفس دل میں جا نہیں دیتا صحت
 حیدر دلوں سے عائشہ، حدک غیر اللہ سے لعلق اعضا کو حرکت دے رہا ہے تنگ
 سی قوم میں کسی درے اور محلے، کسی دوفوس میں اتحاد محال ہے لَوْ أَتَفَعَّ مَا لَا
 مُطَاعَ هَوِّنَا مَأْثَرًا لَّكُنَّ لِرَبِّكُمْ لِكُلِّ آيَةٍ مِنْهُ هَاتِفًا لَكَرْبِهِمْ لِيَمْلِكُوا
 ارباب یہی تھا یہ حد کی پٹی اور لے ریا یہم اور لا شرک ملازمت ہی تھی جس نے دلوں
 کوڑ داتا تھا روے میں کے رٹے سے رٹے حراے، کوئی دبا دی لالچ، کوئی دوی
 داتی حرص دلوں کو کسی مدت مدد کے لیے کوڑ میں سکتی۔ دروں اولی کے مسلمانوں
 یا لوحہ ہی تھی کہ دروں کے درماں سمطان مائل ہو لے نہ یائے وہی عدوت
 نصرے کی عر ہے۔ نَعْرَىٰ يٰكُفُّوا عِدَاؤَنَا وَالْعِصْيَانُ كَمَا كُنَّا رُكْبَانًا
 یہاں اس ارتوت جانتا ہے۔ اَلْفَ نَنْ فُلُوْا بِكُمْ جانتا ہے، اِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ
 حُرٌّ مَّرْءٌ يَّرْتَضَىٰ مَا يَحْكُمُ الرَّسُولُ فَاُولَٰئِكَ هُمُ الْمُحْسِنُونَ یہی سچا اسلام اور فاضل دین ہے
 ماں تو حیدر ہے دلوں استخوان ہے، جہاں شرک دلوں کے اندر موجود ہے، ایک سے
 ادھ حد اس گئے ہیں، شیطان کو حد سے ہتر سمجھا جاتا ہے وہاں تفرقہ اور امتیاز کا
 تنہا قاطعی ہے، وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ مِنَ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِيَارَهُمْ وَدِيَارَكُمْ

اصل اصول کو لانا، ٹٹس برس کی رسو گداز اور حاکمہ تکلیف کے بعد اسیر علی اور محمد حیر
 نفس بیکیا اور چند برسوں کے اندر در تمام قوم ترقی اور امر کے آسمان تک توجہ گئی
 اس طرح کا سرسمر رہا کہ ہا کہ دل کے اندر کسی ماسو کو بہت نہ بنایا جائے
 کسی دیادی تے سے محب نہ ہو، کوئی تعلق، کوئی غمنا، کسی شے کا اہتمام اس
 درجے تک نہ پہنچے یا نہ کر سکے ماعت اعضا میں تکامل اور محمود پیدا ہو۔ دل کے
 اندر صرف خدا اس رہا ہو، اُس کے احکام کی اطاعت کا حال غالب ہو اُس
 کی ملازمت اور عبادت ہو، اسی کو حوش کرنے کی دُصن ہر دم لگی رہے، سلطان
 سے تعلق اندا اور ختم نہ ہونے یا نہ۔ لحدہ جس طرح اک نوکر اسی مرضی، اپنی خواہش
 اپنی حورائی، اپنی ہوا و ہوس، اپنی طمع و حرص کے سب جذبات کو تنخواہ و مالک
 کی مرضی کے مقابل فدا کر دینا ہے، اپنی رائے، اپنے آرام، اپنے نفس کو اتار کے حکم
 میں دخل نہیں ہوئے دینا، اسی قطع کی ملازمت اور عبادت کو تیار کرنا تو حد
 تھی یہی توحید قرآن کے دوسے ایمان کی سکا اہم تق تھی (وَالَّذِينَ آمَنُوا أَتَدْرُكُونَ)
 تِلْكَ)۔ یہیں مکہ ہی تعدد عین ایمان اور تمام ایمان تھا صدر اسلام میں اگر اشتیاق و تہا
 تواری ایمان سے تھا کیونکہ ایک دوسرے سے بعض وحدہ کے تہ، رخ اور کسوں
 کے تہ، مصافی معاد کے تہ، ذاتی امراض کے تہ معدوم ہو گئے تھے۔ اگر تفسیر
 اور فرقہ بندی پاں تہیں تو اسی ایمان اور اسی توحید کے ماعت تہیں کیونکہ کسی
 اولیاء، کسی پیر، کسی حاکم، کسی فقیر و کمسیر کسی غیر اللہ کی محنت حد کے تعلق میں

الگ کر دیا، ایک یاں کے لیے کوٹھروں کا کھمبے پہنٹا۔ یہ ایمان بالآخرۃ نہا
 رَانَ اللّٰهُ اسْمٰی مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ اَنْعَمَ عَلَیْہِمْ وَاَمَّا الْکٰفِرُ فَاَنَّ لَہُمْ الْحَنَکَہُ، نہج
 خدا اور تقویٰ تھا (ایما المؤمنون الذین ذکر اللہ وحبک حلقہم)، ایمان بغیب
 ہما، دیکھتے ہوئے خدا کے ہونے پر بہ کاشف عطا لقن نہا (الذین کون صمدون
 بِالْعِبَادِ وَلَیْسَ لَہُم مِّنْ شَیْءٍ مَّا دَرَسُوْہُمْ یُّقَیِّمُوْنَ)، اسی توحید ہی اسی
 ایمان بالآخرۃ پر لکے سعی و عمل کا تمام عمر تھا، اسی یر انفاق مال ہو کر تاہا۔ یہ
 المال کے حوالے بہا بہ رہتے تھے۔ غزوہ عسقر کے دن ابو بکرؓ نے اپنا
 سارا اثاثہ یہ جمع کر کے رسولؐ کے قدموں پر ڈال دیا، اگر حضرت عمرؓ اپنا آدھا
 مال اُس یک سیرت ہی کے حکم پر اٹھالائے تو اسکی وجہ یہی کہ مال کا مت دے
 قطعاً نکل چکا تھا، اسکو اپنے سے خدا کرے میں دل کو اذیت نہ ہوتی تھی، اس کو
 دے میں احسان کا حق نہ رہا تھا (اِنَّہِذَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یُطْلُوْا صِدْقَہُمْ بِالَّذِیْنَ وَ
 اٰذٰی) (توحید اول میں اس ہی بھی، شیطان کا کوئی دوست نہ رہا تھا، آخرت کا اجر ہا
 مالک الملک کی دی ہوئی دس گنا تھوہ کا اسرار تھا، (مَنْ حٰجَّہُ بِالْحَسَنَہِ فَکَلَّہُ عَسَمَہُ
 اَمَّا لَکَہَا) چٹا چٹا مین سے الجھن لکھ کی ہر میں میں، دیا، ریرہ تھی، تباہ
 رت العالمیں کا عشرت تھا۔ اگر قرون اولیٰ میں مسلمان اولو الامر کی اطاعت کرتے
 تھے، اگر دو پاس، دس میں اس لیے لیل العدرسیہ سالار کے اشاروں پر قرآن کریم

۱۔ یہ حالت اس میں کہ کس کا نام اس مکرر یہ حوالی انماں کا تھا، دی دوسری اسی کی ہی حق ہو ہے
 کرتا، اہمیا کے الفاظ اس آکاسے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ (۱) صد سلام میں اگر لوگ جاویں کو لڑا داکر
 تھے اگر وہ جہاد بالسیف کما کرتے تھے تو ایسے کہ جان پیاری نہ تھی، اُسکا ہنر
 دل میں نہ تھا، حد کے بالمقابل حاس کی بے قیمت متاع، سچ تھی، آخرت پر یقین نہ
 حلق ارض و سما پر ایمان تھا، آقائے نامد پر اعتما و تھا، اسکے وعدوں اور انعام
 پر اعتما و تھا، اسکی سزاؤں اور دیکھوں سے خوف بہا، قاصد کا دل، جزا
 اور سزاؤں کا دل، مزدوریوں اور سرمایوں کا دل، شمس و قمر کی طرح سامنے موجود رہتا
 اس حقیقت پر مہروماہ کی ماسد لپٹیں تھا کہ اس چوٹی سی زندگی کے بعد ایک ابدی
 اور اخروی زندگی ہے، مسلسل آرام یا پیہم دکھ کی زندگی ہے۔ حیات الخلد یا دائمی
 دوزخ کی زندگی ہے، اس حقیقت کی نہ تک پہنچ چکے تھے کہ مافی السفلی مخلوق حد
 خواہ کچھ حال ہی کیوں ہو لیکن باخبر، با علم، خوشناس اور صاحبِ ارادہ
 انسان زندگی کے اس سیکران اور لاسمتنا ہی سمدریر صرف ایک ملکہ ہی نہیں
 ایک متقل اور دائم و خود ہے وہ ایک شخص اور مفرد الذات شے ہے لَفْظٌ وَفَرْ
 ہیں دھیمی کا مصداق ہے، منظم خدا ہے، مجسمہ ابدیت ہے، پیکر حیات
 ہے، ایسے گلا کٹوا دینے سے اسکی زندگی تمام نہیں ہو سکتی، ایک متنفس، اکابر
 اکسائش، ایک حرکت، دل کی متاع کی اس مالکیت زمیں و آسمان کی غوست سودی کے
 بالمقابل کچھ وقعت ہیں، اس حاکم قاصر، اس بادشاہوں کے بادشاہ، اس غلام
 شمس و قمر کی ملاقات کے بالمقابل ایک حائل درجہ کٹوا دینا، ایک سرگور

اور اتحاد، اطاعت ایسے اور عبادت اللہ، قربانی مال اور ہجرت وطن، ایمان
باللہ اور سعی و عمل کسی شخص کے خلاف نہیں کرنے اور توحید کہ ماننے کے مستحق ہونا
تھے۔ ایسی کے درپے سے معلوم ہو سکتا تھا کہ کسی شخص کے دل پر حد کی حکومت ہے یا
شیطان کی ملامت کرنا ہے۔ یہی حد کی سچی عبادت لکھ عبادت کی صحیح تعریف تھی اور
اسی میں اسلام کا نیا پورا وہ صراطِ مستقیم تھا جس پر حکمرانِ امت علیہم السلام کا وعدہ ہو (قَالَ
اسْتَمِلْ قَوْلِي هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ) آج جس قوم کے اندر رہیں انہی کے عظیم الشان
امم، یہ پیغام انما بکانت نبأ، یہ قانون رہن و آسمان کی روح رواں، یہ حد کی سچی
اور توحید پر مبنی و ماری و ماری ہے، مہربانِ رحمتِ رب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے ہو
قرآن کی صحیح تفسیریں، اس کے سوا، اور اُمتِ محمدیہ کے لئے کی اصلی حقدار ہے
آج کل کے مسلمانوں کو سی آج اڑنا ان کی اُمت کتنا حقیقت کا منہ چڑا رہا ہے !

کیر کم ایک صدی کی دہشت میں جب اسلام مختلف فرقوں میں تقسیم ہو گیا، ہر فرقہ
نے قرآن کا سہل اور سہل طلب حصہ اسے لئے بسر کر لیا، اس کے سب قطع ہو کر وہ
لے لے کر دُعا کی طرف لگ گئے، سب گڈ چڑپ پٹا لکھنے فرجوں کے مصداق بن گئے
وہ اگلی لاکھ لاکھ اور سبے رہا اور حد رہی، ہر ایک کا الگ حد اس میں تھا، اور نہ کبھی سب
میں دلوں میں ملے ہاگسا تو نہ فرقہ صنفیہا نے قرآن حکم کے اسی توحید کو عیاں کر دینے
والے لکھنے والے ہیں اے اَسْلَمُ حَقًّا لِلَّهِ کو لیا، اس انما لہ الہی کو غلط رائے نگاہ سے
دیکھ کر حد سے عافیتِ محنت کرے گئے، اس کا نقص و معصوموں کی طرح دل میں باندھا،

تھے تو اسکی وجہ یہ تھی کہ انکی اطاعت کے حصے میں شیطان و جیل نہ تھا، جس کی سالی
اور آرام پسندی کا مت قطعاً نکل گستا، اسکے حکم پر دس میں یا پچاس کو بس جہنم کا
سہس گدھا سا، رسول کی اطاعت خدا کی برابری کا حکم رکھتی تھی (مَنْ طَاعَ اللَّهَ وَالرَّسُولَ
فَعَدَّ أَطَاعَ اللَّهَ) رسول کے معرکہ رواحت تحت حکام کی تالعداری کو یا رسول کی
مابعداری تھی، سب اُن کے حکموں پر چونک جو تک اُٹھے اور دُورہ ڈیگرتے، وہ اولوالا
مسلمانوں کو جاں ناکہ تکلیف میں ڈالتے، رات دن جہاں کے فرامیں ماری کرتے نہ تھا
اُس سے کھینچ کر خان تک پہنچ جاتے مگر مسلمان اُن کے حکم کے آگے اُفکت کر سکے
اگر کوئی حکم ماحود اس مسقت اور محنت، اس حسدنی اور خدمت قوم کے طبیعت پر
فی الواقعہ گراں گذرتا تو طوعاً و کرہاً اپنی عرصہ شمت اسے حاکم اُٹے اور حد کے تفرکیئے
ہوئے ایٹمی کے پاس لیجاتے، اُسکے فیصلے کے منتظر رہتے مگر ایسے امیر کی اطاعت
میں کچھ کسر ہاٹا رکھتے (فَاِنْ مَّا دَعَاكَ رُوحٌ سَاحٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْهٗ
عَاْصِمُوْنَ مَالَهُوْا وَالنَّوْمُ الْاٰخِرُ) مدتوں تک تہمد کی ہی ایک شق، یہی اطاعت امیر
مسلماناں عالم کو دما میں غالب کرتی رہی اور آج جس قوم کو یہ عظم حاصل ہو گیا ہے
وہ فطرت کے خزانہ عامہ سے بچا سب انعام یا رہی ہے، حضرت خالد کی اٹے
امیر المؤمنین (عمرؓ) کے حکم سے مغربی کا مشہور واقعہ انکے حسرت انگریزوں کو
آئی وہ واحد مثال ہے جکا تیل سطح زمین دلوں تک پیدا نہ کر سکے گی۔ العرض ایسی علی
اور لعمدہ، اسی تکلیف دہ اور غلبہ اندوز توحید کی وجہ سے اسلام مال تھا۔ یہی وجہ

سلسلہ اول سے مدہمتا آنت ہمار کر لیا، نگاہیں سعی عین کے بلند مرتے سے کر کر عین عین
 کی اونے سب پر جسم گس، اے علی کی اس ناکار رزا دینے تیجہ حالت میں عشق خدا
 اطہار کا شہر میں سدل ہو جانا طبعی امر تھا۔ اک ایک کا قبول سے ماری، اور ناسخا
 عشق کے مریل اور کمر در جذبہ کو نہ کھانے، اور دل کے اندر اسکی بھتی ہوئی چنگاری
 کو گرم رکھنے کے لئے کسی بیرونی محرک کی ضرورت طبعی ہی۔ شعر سے ہنر اس لہری اور
 قوی عشق کو زندہ رکھنے کی کوئی ترکیب نہ تھی۔ اسکا تیجہ الآخر یہ ہوا کہ فرقہ صوفیہ کا
 سارا اسان و یقین، شعر میں مستقل ہو گیا۔ ولولہ انگیز عریں اور ہوش روتا لیاں
 اور لغتیں حد کی اس قوی توحید اور رسول کے اس قوی اماں پر لکھی جانے لگیں،
 صوفی انکوسٹس کرو حد میں آتے، انکو پڑھ پڑھ کر حال کہلتے، اور اسی جھلکے گسرت
 کو اپنے اماں کا آخری عراج سمجھتے۔ حافظ شیرازی علیہ الرحمۃ اس قطع کے شعر کا موجد تھا
 اُس کی تمام عریں اسی توحید اور معرفت کی چاکستی کے باعث مریاں ہیں۔ لوگ ان کے
 اندر عجب کی آواز سنتے ہیں، اس سے فالہیں لیتے ہیں۔ استعارے کرتے ہیں، نہ گنا
 سر اور انکوں پر کہتے ہیں، انکے مصنف کو لسانِ اہلسنت کہتے ہیں، حامی ہوائی، لانا
 روم وغیرہ وغیرہ سب سلسلہ العادہ تعرا میں نظری معرفت کے رُسے منفر تھے اور
 حواتر ان کے اتوال کا اُمت اسلام کے محفل پر ہوا جس حیرت انگیز سرعت سے اس کے
 شعر نے ایمان اور توحید کی اُصلی صورت مسخ کر کے دیر اسلام کو اقوال کا مجموعہ بنا دیا
 مابین میں شعر کی بے مثال طاقت انقلاب کا ادا حد سال ہے، اشعار سے سمجھتی کہ بھر

گھسکت لکرا عتکاف جانوں میں بند ہو گئے، عاشقوں کی طرح سوز و گداز پیدا کرنا
آپس اور کراہیں، محو ماہ دولہے، نکاح و تعزیت، الغرض عشق کے سب لارمات جمع
کر دئے، سب ماسوا کو مکلم اور لے سہی مرام چھوڑا، دیا کی متلع قلسل پر ایسی مطبج
لالت ماری کہ مصلکوں پر بیہوش سنھالی، مصلکوں پر پڑے موسے اور مصلکوں پر پڑے
آرام پسندی اور جود کی یہ وہ نس حرب ہیئت تھی کہ لوگوں سے اس تخیل کو متوق سے یہ
تسکون کو لیکر رام رام چہا جاوا تسمف اور ترک وطن، اطاعت امیر اور اتحاد ہمت
کی مشکلات سے درجہ آساں نظر آتا، مع وحدہ گ کی جھپتی پہوئی اور تکلیف دہ کوک
کو تاویل کے لے دہرک قطع و برید کر لے ولے تہر پر گز کر جہاد کے معنی کوئی روحانی
مجاہد ہے بنائیے۔ رسول خدا صلعم کی کتے سے دسنے کی طرف کی ہوئی، ہجرت میں
ذرا ماگوار تکلف رواشت کرنا پڑی تھی، سوہہ حسد پر تلنے والے صوفیہ کرام سے
اس سے مراد اپنے اثاث بیت سے ہجرت اور ص کملی، حکومت اور عرت، علیے اور
شوکت کے ساماں بوجھڑو سا سمجھ لیا۔ اطاعت رسول سرول پر سر عمارے، رنگین کپڑے
اور گئے میں تسبیحیں ڈال لیا ٹھہرا۔ عبادت سے مراد وہی تغزل اور توشق کی آرام وہ
صورت لے لی! اس غلو فی الدین اور افراط و تفریط کا نتیجہ شدہ شدہ یہ ہوا کہ **شریعت**
زمین اور دنیا میں اعلیٰ بنکر رہے کا نصب العین مسلمانوں کی نگاہ سے قطعاً اوہل
ہو گیا ملک یک یک چھٹتے گئے، تعویذ اسلام تنگ ہو گئے، ذل و سکنت کا اوہل
سب طرف پیدا ہو گیا، محروم میں آنکھیں بند کر کے ٹیٹھ رہنے کا سموہ زنان سہل

اہل اس عہد کے سرورؤں کو دیکھتے ہیں، اُن کے شُن و حُسن سے لطف بھی اٹھاتے ہیں، سرِ پدوں کی نظر میں آسمان کی طرف لگا کر اُن کی جھیں بھی کھرتے ہیں، آپ بھی حُسن ہیں، حد کے خوش ہوئے کا زعم بھی ہے، طبلہ اور سا بھی ہے، مئے و معشوق بھی ہے، نسج و سجادہ بھی ہے، انتظارِ منت بھی ہے، لذت و صل بھی ہے، رنج بھی ہے، زور بھی ہے، رن اور میں بھی ہے، الغرض سب طرف رنگ لیاں ہیں، اچھا مارشیم تو، بڑا فروج ہے اور توجیب دہ آہ، اس لرزہ فگن اور رن شگاف، اُس تلمہ شکن اور آساں پات توجیب دہ کی یہ بی پلبد ہو رہی ہے کہ اسکو بازار کی طوائف کسی نیک سیرت ولی کی قبر پر بیٹھی ہوئی یاں رودہ کہا کھا کرگا رہی ہیں۔

صوفیا کی شاعری کے اس خطاط کے ضمن میں ایک اور انقلاب عالمِ اسلام کی اصلاحی حالت میں پیدا ہوا جسکا اجتماعی اثر اس تہذیب و امتیاز کے اثر سے کہیں مہلکتے ہوا۔ ایرانی حقیقتیہ شاعری کی بنسٹا و عاظمی و غیرہ علیہم الرحمۃ سے توجید اور اسلڈ حنا بدو کے تخیل پر رکھی تھی۔ اس تغزل اور لہجہ میں صرف خدا اور رسولِ محمّدؐ تھے، حُسن و عشق کے لامعات، اور ہر باب کا اطلاق اُسی سرچو تاخدا اور خطا کا صید اساتذہ مادہ ہر عرب تناری کے اسلوب تغزل کے رصاف مدکر ہوا۔ نیکو علمی ادب سے تمام س محبوب ہوئے لگا اور لوگوں کے سعلی حدیث اس کے ید کیئے ہوئے ہیجاں سے خوب ہرنے لگے تو عیض صوفی شاعر اسے بھی استفادہ من کے متبع میں اپنے معشوق کو

ٹہہا ہرے ماتہ وارڈ کا حکم رکھنا ہے، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اُمت محمدیہ نے بھی
 احمدیہ کی طرح رُخ کر اپنے دین کے اندر داخل کر لیا۔ صوفیائے اس میں کو نہایہ
 سرعت سے ترقی دی، عجب عریب بحر میں جس کا ترجمہ دل کے محسوسات کو ہر گاہ سنے
 میں خاص طور پر مدد دے سکے، اس مطلب کے لئے رواں کیں۔ پھر پیروں اور اولیاء
 کی فراروں میں آگاہیوں کا ماحول قائم کیا، فراروں پر رونق اور نازوں کا
 اجماع، رررز ٹھہرا گیا، لوگ ان فوائد کے عود و ربط اور طبلیوں کی سیر میں، ہر
 عورتوں کی طرح روئے اور سہ ہوش ہو ہو جاتے۔ اُدھر زبانون کے اندر زبانون کا
 ٹہی مقدار میں حج ہو جانا بجائے خود ایک اچھی خاصی دوکانداری بھی جس کا نتیجہ بالآخر
 یہ ہوا کہ سچا و نشین اور پیروں کا دامن لوہے زرے بھی ملید ہونے لگا، ٹہے ٹہے
 اولیاء و افتخار و حد و رسد و حصران اس ترکیب کے ہر دنا کے پیچھے ٹہے، پھر ٹہے
 رئیس اور دیوار شمار کیے جاسے گئے، ان کی گدیاں مستقل طور پر مائے راح میں گئیں،
 ایک دوسرے کے برخلاف صف آرا ہو گیا، ہر ایک کے ایسا الگ فرقہ، الگ طریقت، حد
 مسلک، جدا سلسلہ، علیحدہ شریعت، علیحدہ دین قائم کیا، لوگوں میں تفرقہ، آئیں میں
 تفرقہ، ہر ایک کی ڈیڑھ اینٹ کی حد اسجد، جدا محرم، جدا مہووی جانے،
 حد الگ، حد اولیاء، العرص دین اسلام میں تنگت و انتشار کا ایک حشر برپا ہو گیا،
 پیری اور سچا و نشینی اس حد تک گر گئی کہ باہمی کھڑے کے قناوے تو دیکھ کر راسخیت کرنے
 کے کمرے عورتوں کے حلقے بنائے جاسے گئے، یہ جھڑپیں ان میں آج آتے ہیں،

عمل کا فرماں خسروی انصاف کے نام باحد ہوتا ہے۔ جس سے کو ذہن مسترد کر دے، اُسکو
 بے نتیجہ سمجھے، اس میں کوئی فوری یا آخری فائدہ نہ دیکھے، اُسکے اندر کوئی منطق، کوئی
 صحت نہ گھڑے نہ پائے، اُسکے دیرینے سے گئے وعدہ کا پدا ہو جائے اور اس متوعدہ ہے، اسی وجہ
 کہ وہ دہس کو کسی مطلوب کا علم، اور اسکی مافقت کا یقین ہو جاتا ہے تو وہ یقین کائنات
 خود متحرک اعضا میں جاتا ہے۔ میں اسلام کی بعینہ حب تک لعمدہ اور یقین انگریزی حب تک
 اُسکے سامنے غلبے اور ٹکٹس فی الارض کا نصب العین علم کے زور پر قائم رہا، حب تک اُس کے
 قانون کا علم صحیح معنوں میں علم رہا، اور وہ اسکی منطق کو قبول کر گیا، تب تک مسلمان
 سرتا یا عمل نہ رہے، لیکن جب وہ ذہنی یقین دل کے ایک سطحی سے اعتقاد یا زبان کے
 ایک سطحی تول سے بدل گیا تو انصاف سب چاہد ہو گئے۔ نہ صرف کہ ما طبع علم نہ تھا، اس لئے
 اس نے مسلمانوں کی طوائف پر حاوی ہو کر دین کی علی تصویر کیسریج کر دی۔ اعمال کو قبول
 اور اعتقادات کی صورت میں بدل دیا۔ اسکی سب منطق بے دلیل اور بے نتیجہ سادی۔
 دل کے محسوسات کو کہیم ہڑکا کر ذہن کو بے حس ملکہ متحرک کر دیا آج اگر یہ عالم اسلام کے
 اندر شاعری کے پیدا کیے ہوئے بد بات اسقدر وسیع ہو گئے ہیں کہ سب مسلمان متفقہ
 آدھے ایسی مدقمتی یہ زور سے ہیں، سسکے دلوں میں اسی کوئی ہونی عظمت کی حلق باقی
 باقی ہے، سب نوجوں اور مرتیوں، دعاؤں اور سجدوں سے حد کی غیرت کو خوش رہا
 کرنے کے زعم میں ہیں لیکن عمل ایسے پیدا نہیں ہوتا کہ شاعری کے بے اندازہ جلیے
 مذہب کو بہتس تسلیم اعتقاد میں بدل دے۔ چ قول ہے بے عمل ہے، چ عمل ہے

آئے، اس کا ایک، انما ارسل کہ گہرا امر ہے، یا، اس کا بیچ مالا د یہ جو کہ تمام
 عالم اسلام میں رقتہ رقتہ اور پستی کی ترساک رسم تدریج ہو گئی۔ اس تخیل کی انصافیت
 مسلمانوں کی اخلاقی حالت نہایت سرعت سے گر گئی، اوماتی اور عیانی کے سے
 طریقے مروج ہو گئے، بدعتیاتی رہنما رہا ہوئے لگی، اور ایک صدی کے اندر اندر
 سامری و باکی طرح ہر طرف پھیل گئی۔ ایران، ہندوستان، وسط ایشیا، روم، حتیٰ کہ
 عرب، مصر بھی اس سے محفوظ نہ رہ سکے، ایشیائی علم ادب کے اندر اس ترساک عمل کا
 تبادلہ اُمت محمدیہ کی حد پرستی اور جبر اللاحم ہونے کے اعتبار سے نہ داخل ہے اس کے
 دھوئے کے لئے بہت اہمیت کے سمندر بھی اس ناکامی ہیں۔ آج اگر ممالک اسلام کے
 طول و عرض میں علم کی جگہ اخلاقی اور لسانی نے لے لی ہے اور سنی عمل کی جگہ جود
 اور مکارہ ہیں قوم کا سفارس چکا ہے تو یہ اس امر کی شکست اور سرہن دلیل ہے کہ کسی
 قوم کے اعلیٰ حد ماب کو ردہ ا برقرار کیسے کیلئے صحیح اور اس عالم ادب کو رائج کرنا کتنا ضروری ہے
 انصاف مسلمانان عالم کے اس تمام وسط میں شعر کو سب بڑا دھنسل تھا،
 شعر کے پیدا کیے ہوئے جمادات کا اثر اسان کے صرف سطحی محسوسات کو چاہا، اس کے
 لئے رائج نہ کرتا ہے، بلکہ اس عارضی متوجہ میں قیام، یا اس کے ذریعے عصا
 مستقل حرکت بداموا محال ہے انسان کے جسم کی اس چوٹی سی ادارت کے اندر
 وہ عضو جو ماتی سب اعصاب حکومت کرتا ہے، اس کے سب محسوسات کی
 پہلی اطلاع راہ راست اسی کو یونہی ہے، اور یہی وہ رئیس اعظم ہے جس کے اس سے سنی

اسلام کا گوشتن جیسا ہوں امیر انقیس ہے کہ وہ شعر گوشت اور دل کے سطحی جذبات کو نہ کرنا
 اُنت کے کسی جسکو معطل کر رہا ہے، محمود اور ماگاہ ہیں کاسنی دے راہی، کارکش ہر
 کوئے کار کر رہا ہے، آپ بیکار ہیں رہا ہے، لوجوں اور شیوں کا مکر کر کے سنی وہل سے
 بہاگ رہا ہے، خلق خدا کو دھوکا دے رہا ہے، سولوں کو اور سٹار رہا ہے، امیر ہر دیک
 عبت آج وہی اتخاص ہیں جو کام کر رہے ہیں، اپنے تن بدن کو تکلف میں ڈالکر
 قوم کو مہتر مار رہے ہیں، کرٹیاں چیل چیل کر اس، دولت، عزت، حکومت کی سیل
 بید کر رہے ہیں، وہی صحیح معنوں میں اسلام کے دعوے دار ہیں۔ میر علی آبادیہ اولیٰ
 کو یقین کرنے میں ضرب اسقدر ہے کہ یہ سب اسوقت کے ہیں جب میں مشکل پذیر رہا
 کا تھا، آج انکو کہے ہوئے بائیں کس گدے گئے ہیں۔ صرف حقائق کا ایک سا ہے
 عوامی اسی اسناد کا ہے۔ حقت یہ راجات اور غریبوں کی تہیں میں فی انکا شعر
 کے مصرعات سے ناواقف تھا بلکہ شاعری کو ایک ہر جہتا نہایت جھین سے سنتا آتا
 تھا کہ شاعری ایک بڑی جہر ہے، اسیں دسترس رکھا اسان کی ایک غنی ہے۔ جہاں
 کی مصاحت اور ملاعت کے جویہ اسقدر ہوتے تھے کہ ولین آتا تھا کہ جہ و جہا معاو
 ایک بڑا شاعر ہے، بلع اور فصیح قرآن کے مارے میں، فَا تَوَّاسِعْهُ بِقُرْبَتِ اِمَامِ الْعِلْمِ
 کرتا ہے، حب اس فاطر میں آسان سے ع کے ٹپے سے شعر کو نکست فائن دی
 تھی، انکو شاعری میں نہ مقابل سا کر بھاڑ دیا تھا تو شہ کہے میں کیا عیب ہے بلکہ شاعر سا
 حَقَّقَ اِنَّا حَلَّوْا اللّٰهَ کا ایک خر ہے۔ یہ حال کم بیشیں اُن میں اس کی عمر تک بار حقت

سید محمد ہے : قانون خدا کا علم ہے ، بہت اترکی صبح مسطوق فہمیں ہیں ، اگر کچھ لے کر
 باقی رہ گیا ہے تو ہی آہیں اور کراہیں ہیں اور وہ بھی اُس وقت تک کہ اِذَا احْبَبُوا احْلَامُ
 لَا تَسْتَأْجِرُونَ سَاعَةً وَلَا تَسْقُطُ مَوْنُ کی سیوا و حکم قضاء و قدر کے اس سے پوری
 نہیں ہوتی ، حکومت دہ ہوئی چلے سے تھیں چکی ہے ، دولت ، عزت ، علم ، تجارت
 طعنا حاکم ہیں ، فلاکت اور سکنت کے مادل سب طرف سے گہر رہے ہیں ، خویش
 اور جھیش سے حرم و مدین ہو چکے ہیں ، صرف آخری گہری کا استعارہ ہے ، حسن و نہ کہ اور
 کیا کیا دے والا وقت آج بھی اور موت کے تقاریج لے کوچ کے تقاریر پر جوٹ لگا دی
 اُس دن اُس کی یہ سب لہ ترانیاں حتم ہو جائیں گی ، اور در حین قس کرے دے دے دے
 حالہ دربان حال سے پکارا نہیں گئے کہ شکر ہے اُس نے یا زحاکا کراہیں ، اہل قوم کا
 قصہ روئے زمین سے پاک ہو گیا ، فَقَطَّعَ دَائِرَ الْقَوْمِ الَّذِينَ ظَلَمُوا وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ
 رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ؕ

شاعری کی بُرائیوں کے متعلق اس حالات کے ہونے ہوئے میرا آئیدہ اور اس
 کو عوام کے سامنے پیش کرنا بہت کچھ باعث اعداد و ہر کتاب ہے نہیں بلکہ آپ شعر
 لکھنے والوں کی مذمت کرنا ایک نقطہ نظر سے حکامے فَوْفَقَ لَوْ نَ مَالًا یَّعْمَلُونَ کے
 گناہ کبیرہ کا مصداق ہے ۔ جدید شعرا ایک بڑا دین لکھ کر ایسے آپ کو شاعر کہلا ماری
 نظروں میں ذرا عہد عزت ہی نہیں بلکہ باعث تریں ہے ۔ میں ہر طبقے یا شاعر کو عزت

کتاب "تن کرم" کی آوار کو شعر سید طیف کے کانوں تک پہنچانا اس مقصد پر ہے قرآن حکیم کی عظیم الشان حکمت اور دین اسلام کی صحیح تعلیم سے تمام عالم اسلام قطعاً نالمد ہو چکا ہے، قرآن کو اٹھا کر دیکھا تو دور کنارا سکا دگر کرنا بھی رعبہ جملعوں میں غائب عار ہے اور شاعر طبقہ تو ایسا بطرح واقع ہوا ہے کہ شعر کے لیر کسی کلام کو سنا گا اور اسے کتنا مرید برآں اس دیباچے کے لکھنے کا خیال تھا قرآن کو شعر و مصاحف کے لبصیب کیا دہل اسلاں کرنا مقصود تھا، شاعری کے عالم اسلام پر مملکت ترکی سرگدشت میان کرنا پیش نظر تھا، اور غیر شاعر کی زبان سے یہ باتیں ریب بھی نہ دیتی تھیں، اسلئے ارادہ ہوا کہ اس اشعار کو تلف کیا جائے، یہ ایک بچپن کی شاعری ہے۔ ساقیامیخ از من عالم جانی کی مصداق ہے، امیں اگر کسی مکتہ میں نقاد کے خیال میں مقم ہو گئے تو ہوتے ہیں امیں کم از کم اس تحریر کے وقت مرقع القلم تھا، اس خیال سے پچھلے سال چند دیوں کے اندر "حقائق" کے باب اور تحریف اسلام کے اشعار کا اضافہ کر دیا، اس ترتیب سے اشعار لکھے گئے تھے رقرار رکھی، اس کی تائیدیں حققدراوہیں لکھاری گئیں اور کتاب مطبع کے حوالے کر دی گئی اس باب میں اسلام کی صحیح تعلیم کا لب لباب اس امید پر درج کروا ہے کہ شعر کو اور ترمیم و حدیث قرآن کی طرف متوجہ ہوں اور سمجھیں کہ وہ کمال علم و حکمت تھی جسے ماعت مسلمان اوج امن پر مشرف ہو گئے تھے۔

العرض شاعری کے متعلق میرا طوطا یا بس سب کچھ آئینہ اور اوراق میں جو میں نے حق الوبح کوئی کہا ہوا شعر ہمیں کانٹا اور ماسوا حقائق کے باب اور تحریف اسلام کے عنوان کے کچھ پائے

طالب علمی کے محضوں سے فرصت ملتی ایک دو ریاچیاں یا شعر کہنے تا، اور جو کچھ
گھر سے صرف شعر ہی کی تلقین ہوا کرتی تھی اور شعر گوئی کو تصنیع اوقات ترار دیا جاتا تھا
اس لیے حتی الوسع آنکھ جیساے رکھتا اس عمر کے اندر نہ رفتہ رفتہ اس حقیقت کا ظہور ہوا کہ
شعر دراصل ایک ابجارتے ہے، شعر کے تمدن اور عمر میں شعر کہیں نظر نہیں آتا،
شعر کی انگشتاں میں بے قدری، یورپ کا علم و عمل سے ضعف، اس قوم کی حیرت انگیز
تنگ۔۔۔ لک کارگاہ فطرت سے عشق، ان کا اسیانے کامات سے حسرت انگیز طلب عمل
انکی قانون حد سے بڑی یا حسی، انکے اعمال کی دیں اسلام کے احکام سے مماثلت،
العرض اس علم اور حکم اور بنیوۃ کو دیکھ کر شعر سے بیزار ہو گیا، وہاں مادہ و ایک شہ
رہے کے صرف دو باتیں نو سے لکھے اور وہ بھی اس وقت کہ اسلامی شوکت کے نئے
ہوئے نشان دیکھا کر ہی برآیا۔ مگر شعر سے نفرت قطعاً پیدا ہو چکی تھی، اسلامی زوال
کی وجوہات میں ادبے ساکے علاوہ شعر کی لت بڑھانے کو بھی دجل کرتا تھا لیکن اس
کی فصاحت کا عقدہ لاجل اس وقت دل میں کھٹک رہا تھا۔ کسی کہتا تھا کہ رہبر کا تریاق
زہری ہو سکتا ہے، اسے کو لو باہی کا تھسا ہے اس لئے رب العالمین نے بھی
عرب کو دم بچھو کرنے کیلئے ایسا طبع اور کلام پیش کر دیا ہو گا۔ قرآن کے علم حکمت کی ضر
ورتیں ملی اور وہ اس وقت جب یہ معلوم ہوا کہ علم فی الحقیقت کیا تھے سہ اور کیا
صحیح تعریف کیا ہے۔

یہ استعارہ اس وقت تک مدانت کر دینے ہوئے مگر کچھ مدت گزری خیال آکا پڑا

رباعیات

از ۱۳۱۹ هجری لغایت ۱۳۲۶ هجری مطابق ۱۹۰۲ تا ۱۹۰۹ هجری

ہیں لکھا کہیں کہیں کوئی مصرعہ بدل دیا ہے اسلئے کہ مسودے کو دیکھتے وقت پہلے سے
 بہتر ذہن میں آگیا تھا، مگر حقیقت مجموعی جو کچھ لکھا جا چکا تھا اسکو بہتر نمانا نہ نظر نہیں رکھنا
 شاعری سے مجھے یہ خدمت ہو اور اسی لئے اس رنگ میں اور کچھ کہنے کی امید محض اللہ اگر
 اس واپسیت کو پڑھ کر کسی تنقید کے دل پر صرف استعداۃ ہو جائے کہ شاعری ایک بحث
 شے ہے، کوئی صاحب علم و عمل قوم اسکا اس حد تک احترام نہیں کرتی جس قدر کہ مسلمانوں نے
 اسکو چھ صدیوں سے معرمانا اور نہ تکلف اپنے اخلاق کا جز قرار دیا، اور اگر وہ اس کتاب کے
 مطالبے کے بعد قرآن حکیم کو معما اور عطا اس خدا کے عظیم کا علم و حکمت سے بھرپور آخری پیغام
 قرار دے لگے اور میری طرح تھر کو حیران بھی کہہ دے تو میں سمجھوں گا کہ اس میر سے ہی تریاق
 کا کام نکل آیا اور اس چہرے سے دشتے بے ہی اپنی حقیقت کے مطابق ٹرا کام کما !

مشرقی

ادارۃ الامتاعۃ للتذکرۃ امرت سر
 رقم کردہ یکم ربیع الثانی ۱۳۴۲ھ - ۱۹۲۲ء

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰

اعجاز بیان سخن جان و پیم
 از دست صاحب بیان هم و پیم
 گیم قضا است و لی ظرف نیست
 اندک فی بیان هم و پیم

در پیش تو اینان نیستیم
تقدیر دین جان نیستیم

سودای تو با سنگبدم
این تقدیر گران نیستیم

ناسازی تو زین عجب چیست لزام
 ناسازی من عرس الم آن کرد بکلام
 تو با تو و ناز و ساز و شور و شادی
 من بجا و ستم و قمار و سب و طعنه

آبادی من چو باد بوسه
 دامن بهر هواست ^{منش} دل تاراوه ^{منش}
 از راه کرم دنی اردن ^{منش} بس بهر ^{منش}
 در خانه اگر کسی ^{منش} که خسته ^{منش}

آه نه که هرگز پیری ما
 نیست کسی بجان گزینداری ما

چند آنکه گران شوم از آن ازیم
 لایم شده و آتی گرم بازاری ما

گدگد خاشی ام تو غلبے شد است
 گداز تو بخاشی جوابے شد است

گو ناز و نیاز بود و تاراسی
 این جامہ دوستی عجب شد است

نسخ نو بروم اگر اوست که هست
 یارای خطای یار اوست که هست

گر چشم بچرخد مودوم
 قطره نعلین آتش که هست

شادم که بسوزانم و آتش سازم
 و چون آتش گریبان آرم
 و چون آتش گریبان آرم

ما از آتش نارسانی خود بیستم
 که هر که دامن تو هر چه آرم

از دست خون چینی دانی شده است
 قیام که خانه بی پیرانی شده است
 کلین ابله که گلی تو پیر
 مرخا زبانه را شده است

حقیقتاً پیوسته یک که باز می‌دهیم
 عشق از سر نو که باز می‌دهیم

تو از دین خود بیرون می‌آیی حیف
 ما را به یک سبکی که باز می‌دهیم

ششمنی و عاشقی مارا ناز است
 نیکو دهری مرا خدارا ناز است
 یقین که بنابر است مرا این کم خفتی
 پنهان ز نرسپا زو آشکارا ناز است

مدد ساز و دو خون بسا کردن
 و نگار از بس کردن

این کلمه کفر فتنه
 از بس کردن و بس کردن

خوشتر از این که در این عالم
 بهر کسی که در این عالم
 بهر کسی که در این عالم
 بهر کسی که در این عالم

این کتاب
 در تاریخ
 و جغرافیه
 و طب
 و فقه
 و اخلاق
 و سایر
 علوم
 و فنون
 و صنایع
 و معادن
 و کسب و کار
 و تجارت
 و بانکداری
 و بیمه
 و سایر
 امور
 و مسائل
 و مشکلات
 و چالش‌ها
 و فرصت‌ها
 و راه‌حل‌ها
 و پیشنهادات
 و توصیه‌ها
 و نکات
 و ملاحظات
 و احتیاطات
 و تدابیر
 و احتیاجات
 و نیازها
 و خواسته‌ها
 و آرزوها
 و اهداف
 و مقاصد
 و غايات
 و مقاصد
 و غايات

این کتاب
 در تاریخ
 و جغرافیه
 و طب
 و فقه
 و اخلاق
 و سایر
 علوم
 و فنون
 و صنایع
 و معادن
 و کسب و کار
 و تجارت
 و بانکداری
 و بیمه
 و سایر
 امور
 و مسائل
 و مشکلات
 و چالش‌ها
 و فرصت‌ها
 و راه‌حل‌ها
 و پیشنهادات
 و توصیه‌ها
 و نکات
 و ملاحظات
 و احتیاطات
 و تدابیر
 و احتیاجات
 و نیازها
 و خواسته‌ها
 و آرزوها
 و اهداف
 و مقاصد
 و غايات
 و مقاصد
 و غايات

الحمد لله الذي جعل القرآن
مكتوباً

پیش از این

A black and white photograph of a piece of paper with a repeating pattern of stylized, calligraphic script. The script is dark and appears to be a form of Arabic or Persian, possibly a decorative border or a repeating phrase. The pattern is oriented diagonally across the page.

تشیع و غیر تشیع
در بیان احوال و سیرت
و عقاید و مذاهب
و آثار و احوال
و سیرت و عقاید
و آثار و احوال
و سیرت و عقاید
و آثار و احوال

تبریز
 در این شهر
 در این شهر

در این شهر
 در این شهر
 در این شهر

خداوند
 خدای تعالی
 خدای تعالی
 خدای تعالی

خداوند
 خدای تعالی
 خدای تعالی
 خدای تعالی

حالت را چه بود که در این
 سرشتیست که در این
 سرشتیست که در این

سرشتیست که در این
 سرشتیست که در این
 سرشتیست که در این

از این کتاب
تألیف
افغان بنام
پیشین

جان صرف یک ناز دل بسملی کرد
 ماه چوب گریه هر یک تنی کرد

هر حرف الف سبکی ز نهاده قضا کرد
 زان شش سر ای که بلوغ دل کرد

بنام محمد تقی خان
 وکیل
 در دادگاه
 در تهران
 در تاریخ
 ۱۳۰۲



از جلیب و سیر اندن تنو است
 و حق باستان تنو است
 و الحس

و قیام قیامت
 و حکم و نماندن تنو است
 و منبر

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰

وفاقی
 وفاق
 وفاق
 وفاق

وفاق
 وفاق
 وفاق
 وفاق

[illegible]

و غرض از اینست که
 در این کتاب
 سنن و احوال
 و سیرت و مناقب
 و کرامات و معجزات
 و غیره از آن
 که در این کتاب
 مذکور است

ایمان و دین و سزا و عتاب
 و پادشاه و سزا و عتاب

و پادشاه و سزا و عتاب
 و پادشاه و سزا و عتاب

ای که از ما سخن آید
 جان پرستیم از او
 ای که از ما سخن آید
 جان پرستیم از او

ز نهار نهان
از افغان
از افغان
از افغان

چون سحر
چون سحر
چون سحر
چون سحر

ای عزیزان من درودهای من
 گریه‌های مرا در این
 ای چاکر من در این
 ای عزیزان من درودهای من

ای داد را دور ماور
نی و زو است ۱۲
ای داد را دور ماور
نی و زو است ۱۲
ای داد را دور ماور
نی و زو است ۱۲

بگویند که ما را از این دنیا ببرد
 تا ای که از این دنیا ببرد
 از این دنیا ببرد
 بگویند که ما را از این دنیا ببرد

جان از بار
 رخسار
 رخسار
 جان
 جان

زینب بنت جحش
 و زینب بنت جحش
 و زینب بنت جحش

و زینب بنت جحش
 و زینب بنت جحش
 و زینب بنت جحش

بی شوقی هر چنان در پست
 و ز خصمها نه او که آزاد نیست

از بادش آنکه در هوا خاکی دوست
 از سبب فرستید که پاک نیست

می خورم شکر عارفان این است
 و باز کردی دل و جان این است
 در سبب با تقی نیست روا
 بکن که عین تقوی این است

این کتاب را
 در کتابخانه
 این کتابخانه
 این کتابخانه

این کتاب را
 در کتابخانه
 این کتابخانه
 این کتابخانه

از این کتاب که در این
 کتابخانه است
 از این کتاب که در این
 کتابخانه است

شش پهلوان کاکای و پهلوانان سبک
 امانت و وفات و وفات و وفات
 پهلوانان کاکای و پهلوانان سبک
 پهلوانان کاکای و پهلوانان سبک

اسرار خرد را بگو که هم از دست این
 بین قدرت یک کلام که در تار و پود این
 و بارگاه عقل ^{عقل} است
 را بگو که اعجاز است این

مستورین آن بزرگوار
 خفست و شکرست از مایه

نیستی هر چه می باشد
 هر چه می باشد که با بید

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله رب العالمين
والصلاة والسلام على
سيدنا محمد وآله الطيبين
الطاهرين

وآلهم الصلوة
والسلام على
سيدنا محمد وآله
الطيبين الطاهرين
وآلهم الصلوة

یاد آن روز که خود را در راهی کرد
 و رفتی و گشتی و گشتی و گشتی
 و رفتی و گشتی و گشتی و گشتی

و رفتی و گشتی و گشتی و گشتی
 و رفتی و گشتی و گشتی و گشتی
 و رفتی و گشتی و گشتی و گشتی

در این عالم
 هر که زیاده
 از حق تعالی
 بخواهد
 در این عالم
 هر که زیاده
 از حق تعالی
 بخواهد

در این عالم
 هر که زیاده
 از حق تعالی
 بخواهد
 در این عالم
 هر که زیاده
 از حق تعالی
 بخواهد

بیرون رفتیم و هم آوازها رفت
 افقون ز یکایک و غم از غم آوازها رفت

بیا به تشرین ملاکم که دوست
 غازی شد و استیمن گشت غم آوازها رفت

الحمد لله

اسرار نهان چنانکه اندرون است
 یکی پی کتیبه پرده جان است
 زینب عتیق زنجیر کیست
 نور جاوه نووده است
 مطابق ۱۹۲۰

در این کتاب که در این کتاب
 در این کتاب که در این کتاب
 در این کتاب که در این کتاب
 در این کتاب که در این کتاب

در این عالم
 هر چه هست
 از این عالم
 هر چه هست
 از این عالم
 هر چه هست

ایستادش مبارک است
 و وفای او مبارک است

پس ای شاه جهانگیر
 تو را که سلطان است

زینکایه سپید و در شوق است
 زهر که در آید است گنگ و گریست
 گمراوه ^{از حق} او خست بر بند و پرو
 شبنم که بماند منور و در است

این کتاب را که در
 این شهر است
 در کتابخانه
 این شهر است
 در کتابخانه
 این شهر است

از بدو در این دنیا
 بهیچ کس نرسد
 بهیچ کس نرسد
 بهیچ کس نرسد

خداوند بزرگوار
 در این دنیا
 در این دنیا
 در این دنیا

من خجسته روانه بندگان بفرستم
 بخاوره یکسبب ده جانان بفرستم

شربت شکر بکسبایان بفرستم
 گیسو بیدار از ارزان بفرستم

ای عشق خاک سیه ز دودن و پزند
از آتش عشق و آتش دل و آتش

توب و استغفار خاک مرغاطیدین
ای خاک که بزرگوارم ^{معاذکرم} و خاکم

افسانہ ماوراء النہر
 ویدیا جی
 کرد و عیان
 نامہ فطرت و حکمت
 تہذیب و تمدن و تاریخ

منجی را که گفت مقصودم
 سیرت منور و کفر فساد
 زانی چو بیدار و سر عین است
 باز این چو که شاید و شود

جان سپیدی
 افشاید
 بر زبان قاصد
 برواق چهره

چنانچه در این کتاب
 از شیوه و روش
 و شیوه و روش
 و شیوه و روش

راستی را بر سر نشان می‌یابی
 مرد روزگار بر بیان می‌یابی

در این سر بر سر می‌یابی
 از آن سر بر سر می‌یابی

سپهری را خیمه سپهری
 قلع را قلع و قمع
 فتح و فتح و فتح

هرگز و خون و قلم ای مانی
 پی در پی و خلد و برین کیست

ای دوست بی غم و غم خویش
 بیا یاد محرابم بگرد
 کلین کاشانه گنجین بی پر
 گوید زبان حال دلخوار و دلگیر

روزی زالم سران من خواهی بد
 هیچ دستم هزار آرزو خواهی بد
 هر چند که باز فاسد من خواهی بد
 از تو هیچ دستم بخواهی بد

در حلقه ی کشتان کین
 افتاده مرا طشت زبانه ی شانی
 بزم بزم
 در حلقه ی کشتان کین
 افتاده مرا طشت زبانه ی شانی

در حضرت استادان و اولیای
 امامان و اولیای
 امامان و اولیای
 امامان و اولیای

۳۳۳

از هر خدای تو
کنار من می کنی

کسی در قفا
جای خجسته
ببیند
۳۳۳

ای خواجه باریک کمر که در کعبه
 چون شمشیر زده شود بر تیغ
 شمشیر خوار شد بر تیغ
 ای خواجه باریک کمر که در کعبه
 چون شمشیر زده شود بر تیغ

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰

ای مقلد کلمات
 ای شایسته نیازان
 ای کرامت‌آفرین
 ای عزیز و عزیز

تاج کبریا فکرمین
 در طاعت از ان کبریا فکرمین

در کبریا فکرمین
 در کبریا فکرمین

شیخ کجا چو در امر باد
 شیخ کجا نویسد و کجا بجا
 در پیران منبسان آید
 لب لب راه دور افتاده

این است پست شاد و مسکن و
 سن از غنی شاد و مسکن و
 گوشت و مسکن و مسکن و
 در پست و مسکن و مسکن و

خاق

سنة ۱۳۴۲ هجری مطابق ۱۹۶۳

از نامه با چو طبعی جنگ است و نیز
 فراموش که کجاست یارای گریه
 دشمنی که در کین پیوده است
 و باز مانده چو سنت است نیز

دل کا زخم کدو کا انور
 عاشق بسبب دیو بسبب تیر
 گشت چو نیک، نیک پد شاد مارا
 لا جی کہ بہ عشق شکر کو خوب تیر

مستحق از عینیک و بدی نیست
از این که کار به کار آمد

خجسته
من قریب است از این که شد
و من قریب است از این که شد

معیار عبادت است پیکان حق
ای بنده! ملازمت کجا بسپارم

کار است کلید و کل درین دگر
قول است گناه پیشین کمر در

مخلص و در شوق از پیش
 این است تقاضای
 عشق و زوال بی نصیبان نیست
 اسلام کجاست و مسلم کجاست

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله الذي هدانا لهذا
ما كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله
والحمد لله رب العالمين

خاضعان خدا و بندگان حقین
 شیخ پیر پیر و پیران حقین
 حال پیر کتی خود و شوقان
 ای قریب کتی و شوقان

وزیر عالی و وزیر زمین
 و شایع روزگار و تعیین
 اما چو تعیین شد خداوند
 تسلیم کنی مسلم به غرض و دین

سلمه بجا کن در سب
 نطق نه آمار تن نه امر نه امر
 زینار یک بخت زرم صلاح
 کلا همه یک سوخت و خوف و غیره
 ایستاد

دنیا چو ککد زنی تو ای صوفی خام
 فخرت خدا سے برابر غلام نام
 دنیا چو مٹی کی طرح ہے حال
 ورنہ آتشوی حرام نام

مکتبہ دار الفکر لاہور
 لاہور ۱۳۱۱ھ

و گفت گنجی که در قفسه فرجیان
 کافور خندی و بن بهار لایم پیکان

گفت که تو سلام من از صاحبین
 مسکنی که از اندوه و دل رنجیده روان

شیعہ کی نیتوں سے زاریاں
 حاکم سے ازمین تعلق سے یہ تمام
 از سلف بریدہ؟ این جملہ
 صدوائے ویکیش ویکیش و امام

بیش صیبت بنهان یک لذت بقوا
خبر درویر یوسک خارا

این بیت کفی چو کس از محمود
پیر از اسعد چو خاستان و یقوا

از این سخن قوی
 نشانده بود
 در این سخن قوی

از این سخن قوی
 نشانده بود
 در این سخن قوی

و در این سخن قوی
 نشانده بود
 در این سخن قوی

خوبی کی جستجو میں
 آفانے و رونے کی بجائے
 تعجب

انجام دینے کی بجائے
 گمراہی کی بجائے
 عمل

هوش نری کنده از تو یکیشان خواهد ماند
 و خاک شوی و این جهان خواهد ماند

لبیک زدی خجسته را چو ابروت
 آتش زدی به ناله آن خوابانده

محمّد اقبال صکر در پنج مستطکر عا ۱۲

وایستند و بپایان
 وایستند و بپایان

تسلی و تسلی
 تسلی و تسلی

تسلی و تسلی
 تسلی و تسلی
 تسلی و تسلی
 تسلی و تسلی

اگر چه در این کتاب
 از کتب قدیم است
 که در این کتاب
 از کتب قدیم است

یک نیمه یکم از او فراتر است
 که بنده آخر را خدا با او گفت است
 و چید این است که یک خواجی
 که این که اگر گویی و با شیطان است

چرخ میگردانده قضا را چرخگاه
 من نه زنی با یکبار در آرا چرخگاه
 حالا سپردم تو را به دست سبب اهل
 تو را چرخ گردان چرخ در آرا چرخگاه

طاعت از دست از خطای علی
 طاعت کردست آن که سبک نوبی
 جمیع که مطیع اند مطلق اند بهر
 و بر پیش بر یک پادشاه جزا و نوبی

و مطیع از دست از سبک نوبی

نور محمد بن محمد بن سید
 شمس الدین بن سید

انور محمد بن سید
 نور محمد بن سید

مجلس اول
 در روز شنبه
 در ماه رجب
 در سال ۱۰۴۰

سید سلیمان بن جبار و مظفر بن
 سید سلیمان بن جبار و مظفر بن
 سید سلیمان بن جبار و مظفر بن

و بنده که خواجہ خطیر
 و بنده که خواجہ خطیر
 و بنده که خواجہ خطیر

ای که پیش من زیادت گشت
 طاعت که چگونه در یاد گشت
 ای که پیش من بودی نه گشت
 اسلام که غالب نه گشت

استیلا شمس کشف جید
از قال گذر بگریه آن مجید

تجدید نیاید بس موج بلاست
نوبت اگر رسد چو خوابیاید

شعره ای در کتابخانه
مکتبته امیر کبیر
تبریز ۱۳۰۵

باین دو قطه دست زار بایست
 باین چند او باینده بایست
 نه زود که گریست
 نه که یک یک بایست
 نه که یک یک بایست

خواجه کز عروسی دنیا ورید
 اسرار کند ز حسیب و نیکو
 حین آینه بزم
 کجاست درویش و غریب

سچا گفتہ شمس انداز خدا
 کہن اندرین ارض و سما
 با تم و ہم
 کہ از وہ چاہی چاہی دوست
 کہ از وہ کہی نہی سببی اورا

آن عالم سر و خالق ارض و سما
 دانی از پدیده منعش که در دست ترا
 هر بیت که بدین حق محبوبان گزینست
 دل سخت کند است که ندید غیب را

م. انعامه علی الله الذی یستوفی فی الکتاب
 الاصله ۱۵۰ ۱۶

تو حیدر کلات و منات است جهان
 محمل بر سبیلان نجات است جهان
 زنده است بر آن قوم که خوش می بینند
 سبیل خیر از حیات است جهان

درانده بشک
 روی که درو حیدر
 اعلو چگونگی کند من را
 این ترنم که می شنید
 داری عجب بیت دل زمین است

این فطرت است مسلم جهان
 تو زنده گشتی از این افغان
 آن نبی عالمی هست یار یار
 وین افغانی است یار یار

* ترجمه آیه ان لا افرق کونیا و اعراسا الصومین
 (۱۰۵)

اے محبوب! کہن نبی از نبی
 از اسے زخدا دم اگر پیش
 معبود و عباد چون یک حکم کیست
 زنی سپہ چہ تفاوت ہے پیغمبری

صوفی چہ نسبت لایا بند و سب کے راہ بہا
 سلم چہ دنیا و زن و جاہ بہا
 اوارض غلہ زراعت و حبشہ و خیمہ
 دین سے خدا و بندہ و شاہ بہا

این بازی نخست کار در آن حد است
 برای طفل نیست بزرگ است
 که هیچ سودی ندارد و زیاده است
 که از فکر و تدبیر است

چنان مریضاده دل سوخته
 دانی به خدا خط و کتابت
 ای مریض و بیمار
 چنان مریض و بیمار
 که در راه کعبه شایسته
 می باشد

خستید ز بهر تنگدستی
 خفتی ز بهر آفتابین
 خفتی ز بهر آفتابین
 بخوان در گریه گریه

کتابخانه مجلس شورای اسلامی
 تهران - ۱۳۵۷

ازین بنده فطرت و فطرت حق
 اسلام جادوست و اخلاص
 از یک حبیب اسلام شریف
 که ملک است بی پر و پا

در ساله نایه و کتب کتب عامه
 و کتب کتب عامه و کتب کتب عامه
 (۱۲۲)

دوست بزرگوار این که دوست کجاست
 مفهوم عبادت است به سبب
 گوینده که یافت حق صفت به سلام
 طاعت نه نزدیک و کجاست

در میان کائنات و کرم و گوسفند است
 و در میان اینها و آنها و اینها و آنها
 و در میان اینها و آنها و اینها و آنها
 و در میان اینها و آنها و اینها و آنها

اگر چه بجز کرم و قوام و غل
 و قوام خداست بجز این و غل
 اگر چه بجز کرم و قوام و غل
 و قوام خداست بجز این و غل

درین زمانه که هرگز درین
 دکان نیست عداوت و کینه
 و درین زمانه که هرگز درین
 دکان نیست عداوت و کینه

مَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا
وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ
وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا
وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ

مَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا
وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ
مَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا
وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ

تو امامت را که از حق است
و از حق است که از حق است
و از حق است که از حق است
و از حق است که از حق است

کے لئے یہ ہے کہ وہ اپنے لئے
کے لئے یہ ہے کہ وہ اپنے لئے

غزلیات

۱۹۲۰ لغات ۹۹

مطابق ۱۹۳۰ لغات ۳۲۶

اے کہ جو خدا کا نام پکارتے ہیں
 ہم ان کو تو اعلان کیا ہی نہیں
 اشارہ ہو کہ
 وَلَمْ يَكُن لَّهُمْ دُونَهُ مُوَلِّوْنَ ۚ
 وَلَمْ يَكُن لَّهُمْ دُونَهُ مُوَلِّوْنَ ۚ

(۵۵ ۱۴)

اے کہ جو خدا کا نام پکارتے ہیں
 ہم ان کو تو اعلان کیا ہی نہیں
 اشارہ ہو کہ
 وَلَمْ يَكُن لَّهُمْ دُونَهُ مُوَلِّوْنَ ۚ
 وَلَمْ يَكُن لَّهُمْ دُونَهُ مُوَلِّوْنَ ۚ

(۱۶۵ ۱۲)

چهارم از این که در این کتاب

نموده اند

نموده اند

نموده اند

نموده اند

نموده اند

نموده اند

نموده اند

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

گر مه چلعت تو مقابل نهاده اند

اصل ندیده اند و مثل نهاده اند

مُروم بیک اشاره آن چشم مُرومان

تهمت بدست بازوئے قاتل نهاده اند

از ناز جان سپرن الهش که قاتل است

باییدگی که در تنِ بوسل نهاده اند

با نوانی کنس این بی سرو سامانی هم
 عار سے آید از پیر و چاه و عسریانی هم
 تازه و شست که تهمین سر کن ای مستحقین
 که مرا سنگ زند طفل بیابانی هم
 آسپاسان بهمان دور برستم همه عمر
 حیف دیدیم نه ما گردش و دورانی هم
 غم تو نیست سرد و راند هم راه پل
 سیدی دوست اگر خد هست در بانی هم

نہیں ہے نہ پیکار نہ جہان نہ شکر

روز میری ہر شے دم کہ تھی دل نہادہ اند

اگر تھی راہ بیان نہ تھی صورت نہ تھی محو

گاساس سے تھے یہ عقدہ مشکل نہادہ اند

نہرا اشار سے تھے کہ قصد حق کنند بیان

کوار میں یہ کمر چست تھے ثبت مال نہادہ اند

اسے شکر تھی باز و وقت ملک کار چشم دار

لیلا سے تھے آرزو کہ پھل نہادہ اند

شعله روی بجف آوردم و شید گشتم
 نار جویان من سرمازده موئی گشتم
 گهی خندم گهی گریم چه تماشا گشتم
 یک نفس صحبت او کردم در غنا گشتم
 بایه نخبی خود یافتم آن عزت و قدر
 جابدل یافتم و خال سویدا گشتم
 ضعفم آن مدوم کرد که بی همت و سعی
 من بآن اوج رسیدم که بس غنا گشتم

جان و ایمان ندیان بخشای طلبی
 کافر دین شده باز مسلمانی هم
 دعوی محسوس غلط، اجر عبادت معلوم
 بان مگر پیش تو میسریم و تو میرانی هم
 مشرقی عشق کجا، عاشق جانباز کجا
 ورنه یار است کریم آن که تو میدانی هم

وله

ای سر به پندار برین سپه	احسان انانی تو باشد
ای که نه نگاه عشوه سویم	ای که دل بر دل تو باشد
قربان تو هر که باد تو این	آن عاشق بیدل تو باشد
ای که کشیده رو و سیر	آینه مقابل تو باشد
آواره و شسته چرخ و عالم	پایه رسد لعل تو باشد
نزد آن که تر از این عشاق	در راه محفل تو باشد
ای مشرقی الخدر عشقی	کز خجسته قاتل تو باشد

منم آن کشته دید تو که بی چشم سال
 عین سربالقدم ز گیسو شکسته
 شوق دید تو سراقش قدم ساختند
 از در یار ندانم چه یار گشته
 هیچ یادم نه اثر جز به لب جان بخش
 هر قدر بجز شفا کرد میجا گشته
 مشرقی کیف محبت چه کنم با تو بیان
 من چه گویم که چه بودم چه پانا گشته

متلع جان دلم عرض ناز او کرم
 سواد چشم نگر باز در تقاضا نیست
 وقار حسن اجازت بر نقش ندهد
 خرام ناز مگر باز مجوغبان نیست
 بما حکایت خلد و سقر مکن چو
 وجود ما ز دو عالم وجود عنقا نیست
 اگر بے بتو بدست گفته است مرغ
 گناه او چه که شیدائی بهجا بانیست

بیایم سکه امروز شیخ خوش جانست
 پیچ در غم سر واکه کار فردا نیست
 نمودن جن بیم چه یار پاқтаوست
 که مردمک همه در عالم تاشانست
 شعار ما همه می خوردن و طرب حسین
 ز ما به شیونیان شیخ صد پیرانست
 کدام نغز خرامی گذشت سونی حین
 که سرور همه اش خود تو آلاقیست

ای چشم ترا زین گنج سدا جان ما
 مانیش او سزیز تر از دُر و گوهریم
 تا گشت ما ز برق الم آن پنهان
 با خرم نشاط یک جوئی خیریم
 تا داد در عشق او بآموزیم
 و رنا ز کی طبع بشا صبر داریم
 و اعظا گر این همه که بگردیم نگرست
 بر بانگ کوس پیش تو گوئیم کافیم

بہشتی توحید شیعہ حسن یارگو
 لہا شیعہ شیعہ شیعہ، دروہر جات

بکذا از انجان و دل خوش بگذریم
 کہ خوشی کنست بشا پر سر بریم
 یارب! بنگ شیعہ مازن کہ حزان
 آوارہ و زائش بپہو ساغریم

تاز پائشید آهسم ناله راسته منم
 آب بر رویش که تا بخرید و جنگه منم
 حایر کردل شکست و شیشه ام بر سنگ زد
 و افشاکستیم و ما ساغر با غر میستیم
 آچمنان زدیم کز بدستی و ترواشی
 در سقرب فگنیم آتش بکوشیدیم
 توچه می خانی نو آموزا که جان را گم
 بار ما کردیم و لاف عشق کتر میسندیم

دل بُرودست جان بلبایان معروضِ یمن
 تا یک نفس بروئی جمال تو بسنگِ گیم
 و اعظمِ پیرسِ حالتِ زندانیانِ عشق
 آسوده ماکه زین بدرے باز ننگِ گیم
 ناصح به عشق ذکرِ حدیثِ صلاحِ صییت
 مانیک منتظر ز همه پاک بجز گیم
 ای مشرقی! درے بطلب از سرِ نیاز
 باز این بگو که بسندہ سرکارِ آن دریم

چون سوز شمع را نه سخن مختص گرفت
 هر شب ز ساز عشق زبانی زیر گرفت
 از پرده تا بجلوه هزاران منازانه
 این جلوه نے چو یار ز رخ پرده گرفت
 ای شوق پرده در سر بیچارگی بنه
 مرغ هوامی راه بس بال و پر گرفت
 موج بود آله که چون بحر شد روان
 حراق بود آه که چون شعله در گرفت

حلقه پی مغان و شام و بس نف جوان
 خیز کنین جان را نوا بر سحر و گیر میسنیم
 ناصحا گر باده تلخ آتشین دارد اثر
 جام یک پر کن که چون قند مکر میسنیم
 مشرقی از طغنه مسلم چه شرم آید ترا
 غازی ایم و طغنه بر رب و پی میسنیم

گره پنجه پسته آن عشوه کام افتادست
 مدد که مشکل مالا کلام افتادست
 هنوز کنگره بام وصل شایدا
 کمند نیست که طشتم ز بام افتادست
 بیابم سکه ساقی که در غنیم تو مرا
 سبزه خون پرو آتش بجام افتادست
 زره چه رغبت بر خاستن بی ای شیخ
 که پرده از رخ ناموس نام افتادست

از نفس و آگذا که در بندگی یکی ست
 گر تو آجاس این گذشت و اگر نقد گرفت
 کم کن روا که از ستم بی پناه تو
 عالم چنان شد دست که مجنون جگر گرفت
 ای مشرقی ز شهرت سودای عشق تو
 کو بهن گذشت تیشه و کار و گر گرفت

من که بس سوخت جان از غم جانان رستم
 بوالهوس سوخت که چون شمع فروزان رستم
 آن شدم گشته عشق تو که با مطرب و عود
 تا در گور بتابوست غزل خوان رستم
 خس بیدان بدش رستم و عیسم کردند
 که طرب ساز نوایم نه نیستان رستم
 آدم تا بدر او بصد امید قبول
 که به به عزتی هیچ میسران رستم

غلام همّت مستم که از درت چندانکه
 لک زنی و برانی مدام افتادوست
 کنون چه تکیه بر باد پائی عمر و ان
 که از دو دوست سوارش نام افتادوست
 به مشرقی چه حدیث نوائی آزادی
 که مرغ بی پرست به نام افتادوست

رفتم و راه نمائے رو گشته عشق
 تنہیت گوئی کہ چون شمع شیشتان رستم
 از سہاے بے بطائی گردن سا کو شش کن
 تا بگوئی بخود اینکے و مردان رستم
 پاگران کرد مرا عظمت تمیدے بہ جنون
 چون جوشست کدو خار بیان رستم
 لوح دل داد مرا تا ادب آموزان
 بہر حرف تننا بہ نستان رستم

بخرم نعره لبیک ز دم کس نشنید
 آدم از در ویرانه و حیران فرستم
 آیم بر سر بزم تو و رانند مرا
 که چنان آدم و باز چه آسان فرستم
 کس نشد پره افتاے من ننگ جو
 مرگ جو یان بر چشمت حیوان فرستم
 ترسم ای عشق باقصای تقرّب نهی
 که ز جان سوزن غم بسته پیران فرستم

که مسلمان شد بتکده چو ای و عظم
 از من از چپه ناموزی نکته مائی عرفانی
 باد پیغام طم و نند ترا اثر دارد
 می سزد کنم گرمین دعوی سلیمانی
 پیشیم حق بینی واری زیند غم
 کاندین شکستنهاست پنهانی
 نگار شاهد جو ابرده از رخت کیش
 تابروئی تو بینم حسن یوسف ثانی

مشرقی حرف غلط بود طلسماتی
ورنه سر زده چون باز بنسیان تم

ہجر و سوز و صل غیر اصل صند گہبانی
عشق من چہ می از دے کہ عشق من دانی
زادہ تقریب جو بحال مانپسہ ازو
غافل او ز لذتہا سے نہ تظار جانانی

نسون من بجا و سچش اشرنه کرد
 هر لحظه خون گریستم او یک نظر نه کرد
 غمت که داشت بادل من کار باز جان
 گرد آن که کس محال با او دگر نه کرد
 شب حشر خون که شمع بیا کرد و خنده زد
 شامت چنان گرفت که ظالم سحر نه کرد
 نال و نجو است لذت پائیده فراق
 کو صبح شب بسی که فلک مختصر نه کرد

چشم‌بند ویت بسگر خون‌ساق می‌ریزد
 کافرانی ز سید و دعوی مسلمانان
 محسوب یک سانغریا میکشان باشد
 در دگر کش نه تا پائے او بلغزان
 مشرقی بافت دیس کشتی نمی‌شاید
 خاک شود دم در کش پیش از آن که بتوانی

من کیستم که جان ز قصد حق کج نم دینم
چون مشرقی متاع دل و دین سر نہ کرو

مسلم خسته تن چش حشر بپا نمی کند
راہ زمین نمیزند عزم سمانی کند
ہر نظر نے را بخمن مانده و عزم بر شکن
چیت کہ باز از نگاہ کا قضا نمی کند

یارب تو شوخ دزد نظر یک شبم نواز
 کو خست صبر پاک رو دو خبر نه کرد
 بگذشت جان چنان که گذشت منی جان
 وان کم گذر بیدین که بمن یک گذر نه کرد
 آتش به آب ن که درین طرفه گاه بے
 یک آه کرده است که صد حشیم تر نه کرد
 نجم و شجر ز بیم و رجایش به لرزه اند
 دین بهرزه کار بین که ز تریش خنده کرد

دل شاہد شہی شہ زلف سے نہاں

وین عجیب عارف مسرت نہاں

شہ قلم سے یہ ہم جو تک فرنگ می خروٹ

خوف فرنگ می کند شرم شاہی پادشہ

قول و عمل بے سرفی ہر مخالف غیر تاند

این ز رہایت سہیلان نہایت

شیشه و بزم و جام می شعله شکست پے پے
 چسبیت کہ تو به نشکند، طرفہ خطا نمی کند
 عشوہ گرے کہ در زمن طرح فکند از جہن
 دل بہ گلے نمی دہد، یا و سببانی کند
 مرد غیور کش بیرخت عروس سلطنت
 صحبت غیر غیبتش زلزله زانی کند
 مرد خنداکہ کوہ را کرد چو کاه، بیتش
 خوف خدنگ می کند، خوف خدا نمی کند

که تلافی دهند بدست تمام و باز که
 ریشخند از سلام چنان بخش ز جان کنند
 گفتم چه سعی و چه و عمل ایچ و و گفست
 تغییر و فضا آن گمان یستوان کنند
 گفتم چه پسند آید حتی یغیر و
 گفست این سخن شش و درین شش و ان کنند
 گفتم چه طلب است ز الفاندر ما -
 گفست این ثواب رفیع است بسیار کنند

گفتم به علم این چه تراست جهان کنند
تقدیر این چنین است بگفتا چنان کنند

گفتم حق در این جهان
نورانی و پدید است همین پنداران

گفتم خدای پدید چرا کرده این بگفت

شایان گفتم معامله این گاه آن کنند

گفتم خدای نظم عالم ندارد ابگفت

نشیده شهران بریت چو چنان کنند

گفتم کہ شہرِ طحطاہا دست، گفت بڑ
 منوچ شد و لے، عیلاً این بیان کنند
 در دینِ خدائے مانہ نہادست تنگے
 تا مردمان ز شوقِ خودش عزیز جان کنند
 جنتِ خدائے بخیل نہ کردست از کسے
 اقرار باللسان بہ دل از بندگان کنند
 بنیاد دین ماہمہ بر قولِ ثابتست
 گر لاکہ گفت کسے در جان کنند

گفتم که گفت خرب خدا غالب اند؛ گفت
 محرم بے زک چہ تاویل آن کنند
 گفتم صحابہ از چہ جانبان شدند؛ گفت
 اے بنی ادب سلام بر آن الشرف جان کنند
 تو نام شان بری و دعائے نیکو ہی
 کس اچہ بہت ست کہ اتباع شان کنند
 گفتم کہ موئے نہ اعلون چون نہ
 گفت این زمان بہ مسجد مامونان کنند

گفتیم که از کدام است و آنست که بپوشان
 گفتند این زمار از غریب نیست که بپوشانند
 گفتیم که درین چهره را و چو پیرا و او گفتند
 اسلامیان منظره در بهر سو و زیارت کنند
 از آن تو که می بفرزند شدند و مسیحیت بخیر
 زان پیران ... از بهر سو و زیارت کنند
 زان پیران ... از بهر سو و زیارت کنند
 زان پیران ... از بهر سو و زیارت کنند

گفتم ای پسر من که در میان این بزرگان
 ایستاده ای و در میان این بزرگان

ایستاده ای و در میان این بزرگان
 ایستاده ای و در میان این بزرگان

نقش عمل بر روی این بزرگان
 نقش عمل بر روی این بزرگان

نقش عمل بر روی این بزرگان
 نقش عمل بر روی این بزرگان

گفتم ای پسر من که در میان این بزرگان
 ایستاده ای و در میان این بزرگان

گفتم ای پسر من که در میان این بزرگان
 ایستاده ای و در میان این بزرگان

گفتم که در میان این بزرگان
 ایستاده ای و در میان این بزرگان

گفتم ای پسر من که در میان این بزرگان
 ایستاده ای و در میان این بزرگان

گفتیم سبب چوین شدی تو که ای، بگفت
 الحق تو کائنات سحری که بدقرخ روان کنند
 کافر مرا بگوئی و ترسی نه از حسدا
 وان که زندا حد نکند و قف آنگ کنند
 گفتیم چشم، ای که چه بد خالق ست او
 که چو سحر آفریده خشنش بیان کنند
 گفتا تو نیک ادبی و اشد بدی
 شد بدتر رنگ، ورنه بدارت کشان کنند

ایشیه است مگر چه است که میگوید
 بشنید که میشتیانش همان کنند
 گفتم چه گوئی ارض و سما را سل اند گفتند
 قرآن نه گوید این، علما این گمان کنند
 گفتم که از چه است بین ارض و فخر او
 گفت آن که تان به سرش از بتان کنند
 گفتم چه کرد فخر برای من تقوی است
 گفت که تان به عیب خراکان سران کنند

۱. آیه ۲۵: رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ وَالْأَرْضُ دَنَاءٌ لِّمَنَّا مَاطِلًا وَلِلَّهِ الْكَوْكَبُ وَالْأَرْضُ دَنَاءٌ لِّمَنَّا مَاطِلًا
 ۲. آیه ۲۵: رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ وَالْأَرْضُ دَنَاءٌ لِّمَنَّا مَاطِلًا وَلِلَّهِ الْكَوْكَبُ وَالْأَرْضُ دَنَاءٌ لِّمَنَّا مَاطِلًا

حواله در پاکبازانم، بنور میرا که نمهند
 نقشه که در اندیشه سالانها
 گفت این عمل ملائکه و قدسیان کنند
 که در هرگز نپایا - چه ران
 گفت این عمل به سپاه فنیان کنند
 گفته که نه به بهت و یاد و شکر گوشت
 نقشه به فرنگ - چنان این دان کنند

بیشتر از خربزه تر پس تو را به این حد

گذاشتنش بشو که نسیم نرزد به عابدان

کز دست پست قلع کرده در پیش جهان کنند

افقش ... ز زمین هم بازیم پاکستا

شهرت به پاکستان می خود مردمان کنند

مایان گردانده گوشه چشم و به دوش

احسانان که در دست ... از این که در دست

برشته ریان پیامے تو صبا زبے نوائے
 کہ گداسے شہر دار و نہ نوا بجہ سدا
 چہ خداستی کہ واری بن زمین را تسلیم
 بخدا کہ می نبود دست مثل تو نا خدا
 کہ شکی شکستیم است چہ شدہ است بر بخیر و
 نے شرطیہ خیالے، نہ نوید جان مرا
 ناگاہ نداسے آمد از غیب کاکے غماہیت
 تو چہ الہی کہ ہر سلم کنی دعا

اول ز خوف و ارور سن سرزنش کنند
 زان پس بسوئے حجرہ زندان وان کنند
 بے مصلحت تولب کشاکش اندرین زمان
 این آن حکایتیست کہ کم نکتہ وان کنند
 اے مشرقی! معاملہ صورت چو این گنج فست
 اسلامیان چہ ذکر غنیم این و آن کنند

بهار کز آن روز که در آن روز پادشاه پادشاه

که پادشاه در آن روز پادشاه پادشاه

بهار کز آن روز که در آن روز پادشاه پادشاه

بهار کز آن روز که در آن روز پادشاه پادشاه

بهار کز آن روز که در آن روز پادشاه پادشاه

بهار کز آن روز که در آن روز پادشاه پادشاه

بهار کز آن روز که در آن روز پادشاه پادشاه

بهار کز آن روز که در آن روز پادشاه پادشاه

چه بگویم که چنانچه چنانچه
 به خدا ابراهیم اکتفا کرد و پیران را
 سران را برین بیان که در این بیان بر این
 که نه بر کینه و نه بر شکر و نه بر سر زنده
 و از این جهت نه بر کینه و نه بر شکر
 از این جهت نه بر کینه و نه بر شکر
 از این جهت نه بر کینه و نه بر شکر

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰

[illegible]

$\frac{1}{2} \left(\frac{1}{2} + \frac{1}{2} \right) = \frac{1}{2}$

[illegible]

[Handwritten notes]
